www.zumzum.com/khatme-nubuwwat

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۷ | ۲۹ رجب تا ۵ شعبان المعظم ۱۴۱۹ھ بمطابق ۲۰ تا ۲۶ نومبر ۱۹۹۸ء | شمارہ نمبر ۲۶

فتنہ قادیانیت کا تعاقب

ملت اسلامیہ کی ذمہ داری

غیبت کے نقصانات

ایمان کی قدر و قیمت

مسلمانوں کے لئے لمحۂ فکریہ

یہ بایکہ ضرور کرائیں

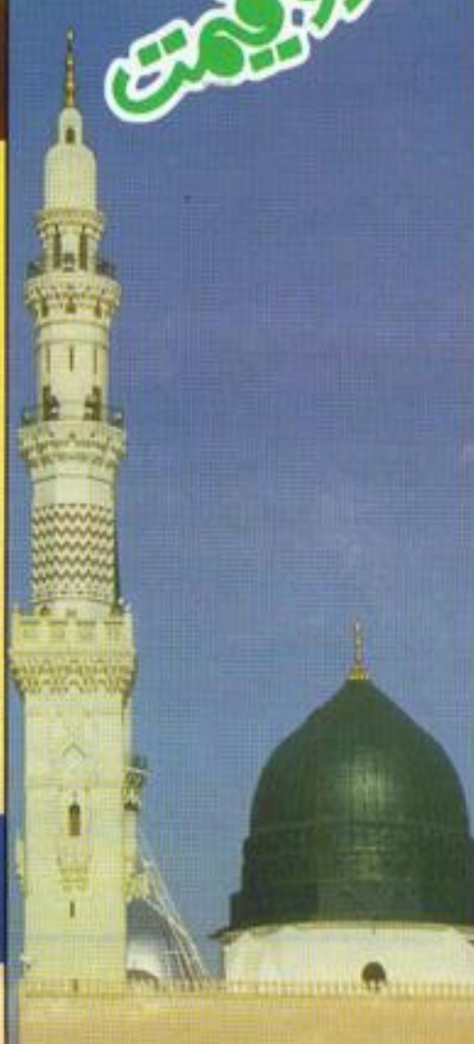

مسئلہ میقات واحرام

قیمت: ۵ روپے

آپ کے مسائل

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

(مسز طاہر' کراچی)

س: صورت حال کچھ اس طرح سے ہے کہ بحیثیت مسلمان میں اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہوئے دین کو ضرر پہنچانے اور اس کے عقائد کی عمارت کو مسمار کرنے کی جو کوششیں کی جارہی ہیں' اس کے متعلق غلط فہمیوں کو دور کرنے کی حتی الوسع کوشش کرنا چاہتی ہوں۔

مولانا صاحب! یہاں پر چند تنظیموں کی جانب سے نام نہاد پمفلٹ' آڈیو' ویڈیو کیسٹس کے ذریعے ایسا لٹریچر فراہم کیا جارہا ہے' جس سے بڑا طبقہ شکوک و شبہات اور بے یقینی کی کیفیت کا شکار ہورہا ہے۔ پاکستان جسے اسلامی فلسفہ و فکر کے ذریعے حاصل کیا گیا اس کے شہر کراچی میں ایک تنظیم "القرآن ریسرچ سینٹر" کے نام سے عرصہ چھ سات سال سے قائم ہے۔ اس تنظیم کے بنیادی عقائد مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) دنیا کے وجود میں آنے سے پہلے انسانیت کی بھلائی کے لئے قرآن پاک معجزانہ طور پر اکٹھا دنیا میں موجود تھا' مختلف انبیاء پر مختلف ادوار میں مختلف کتابیں نازل نہیں ہوئیں بلکہ اس کتاب یعنی قرآن پاک کو مختلف زمانوں میں' مختلف ناموں سے پکارا گیا کبھی توراۃ' کبھی انجیل' اور کبھی زبور کے نام سے۔

قرآن جو جہاں اور جس وقت پڑھا جارہا ہے اس پر اسی وقت نازل ہورہا ہے اور جہاں "قل" کہا گیا ہے وہ اس انسان کے لئے کہا جارہا ہے جو پڑھ رہا ہے۔

(۲) انبیاء کا کوئی مادی وجود نہیں رہا اس دنیا میں وہ نہیں بھیجے گئے' بلکہ وہ صرف انسانی ہدایت کے لئے (Symbols) کے طور پر استعمال کئے گئے اور موجودہ دنیا سے ان کا کوئی مادی تعلق نہیں' قرآن شریف کے اندر وہ انسانی رہنمائی کے لئے صرف فرضی کرداروں اور کہانیوں کی صورت میں موجود ہیں۔

(۳) قرآن شریف میں چونکہ حضورؐ کو زمان حال یعنی (Present Tense) میں پکارا گیا ہے۔ لہٰذا حضورؐ بحیثیت روح ہر جگہ اور ہر وقت موجود ہیں اور وہ مادی وجود سے مبرا ہیں اور نہ تھے۔

(۴) حضورؐ کی دیگر انبیاء پر کوئی فضیلت نہیں وہ دیگر انبیاء کے برابر ہیں' بلکہ حضرت موسیٰ بعض معنوں اور حیثیتوں میں یعنی قرآن پاک میں بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰؑ کے کثرت سے ذکر کی وجہ سے ان کی فضیلت حضورؐ پر زیادہ ہے۔ حضورؐ کے متعلق جتنی بھی احادیث' تاریخ اور تفسیر موجود ہیں وہ انسانوں کی من گھڑت کہانیاں ہیں۔

ان تمام عقائد کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ فتویٰ دیں قرآن و سنت کے مطابق کہ:

(۱) یہ عقائد اسلام کی رو سے درست ہیں یا نہیں؟

(۲) اس کو اپنانے والا مسلمان رہے گا؟

(۳) ایسی تنظیموں کو کس طرح روکا جائے؟

(۴) ایسے شخص کی بیوی کے لئے کیا حکم ہے جس کے عقائد قرآن و سنت کے مطابق ہیں جو تمام انبیاء تمام کتابوں آخرت کے دن اور احادیث پر مکمل یقین اور ایمان رکھتی ہو؟

(۵) آخر میں مسلمان ہونے کے ناطے اپیل ہے کہ ایسے اشخاص سے بھرپور مناظرہ کیا جائے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم سے کوئی بات کرنے کی ہمت نہیں کرسکتا کیونکہ ہم سچے مسلمان ہیں۔

براہ کرم جلد از جلد ان سوالات کے جوابات عنایت فرماکر امت مسلمہ کو اس فتنہ سے نجات دلانے کا سامان مہیا کریں' کیونکہ ایک بڑا طبقہ ان کے زیر اثر آچکا ہے اور آرہا ہے۔ آپ اس کی موافقت یا مخالفت میں ایسا واضح فتویٰ (جواب) جاری کردیں جس کے ذریعے ہم امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ اپنی پوری طاقت اور اپنے پورے ایمان سے انجام دے سکیں۔

ج: مکرمہ محترمہ السلام علیکم! یہ جتنے عقائد و نظریات آپ نے لکھے ہیں۔ سب کے سب غلط اور لچر ہیں اور ان کا مقصود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کا انکار ہے۔ ایسے لوگ مسلمان نہیں۔ ان کے پاس بیٹھنا' ان کی باتیں سننا جائز نہیں۔ (واللہ اعلم)

س: مسجد میں فرض نماز ادا کرنے کے لئے جب جماعت کھڑی ہوتی ہے تو نمازی بچوں کو جن کو نماز پڑھنی آتی ہے یا تو صف کے آخر میں جانے کو کہتے ہیں یا آخری صف میں۔ جس سے بچوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ آپ فرمایئے صحیح کیا ہے؟

ج: شرعی مسئلہ تو یہی ہے کہ بچوں کی صف مردوں کے پیچھے ہونی چاہئے' اس کے بعد عورتوں کی شرعی حکم کے مقابلہ میں دل آزاری کا بہانہ ایک مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔

○

ہفت روزہ ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

جلد ۱۷ | ۲۹ رجب تا ۵ شعبان ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۰ تا ۲۶ نومبر ۱۹۹۸ء | شمارہ ۲۶

بیاد:

☆ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

☆ قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

☆ مولانا محمد علی جالندھریؒ ☆ مولانا لال حسین اخترؒ

☆ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

☆ مولانا محمد حیاتؒ ☆ مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

☆ مولانا محمد شریف جالندھریؒ

سرپرست: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

مدیر: مولانا اللہ وسایا

اس شمارے میں

- جداگانہ طریقہ انتخابات ختم کرنے کا طاہر القادری کا بے جا مطالبہ (اداریہ) 4
- ایمان کی قدر و قیمت (مولانا ابوالحسن علی ندوی) 6
- فتنہ قادیانیت کا تعاقب ملت اسلامیہ کی ذمہ داری (مفتی سعید احمد پالنپوری) 8
- مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ (حکیم محمد عبدالستار اختر) 10
- معراج النبی ﷺ (مولانا نذیر احمد تونسوی) 13
- مسئلہ میقات و احرام (بابو شفقت قریشی سام) 19
- غیبت کے نقصانات (مولانا محمد صدیق فضل) 22
- ذکر و فکر (مولانا محمد یعقوب ربانی) 23
- ختم نبوت کانفرنس حیدر آباد (مولانا محمد نذر عثمانی) 26
- بیعہ ضرور کرائیں (مولانا عبداللطیف مسعود) 27

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
مولانا مفتی محمد جمیل خان
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن مینیجر: محمد انور رانا

قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ

ڈیزائن و ترتیب: خرم

کمپوزنگ: فیصل عرفان

بیرونی ممالک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ امریکی ڈالر۔ یورپ، افریقہ: ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۵ روپے
سالانہ: ۲۵۰ روپے، ششماہی: ۱۲۵ روپے، سہ ماہی: ۶۵ روپے

چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، نیشنل بینک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹۲۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ کراچی
فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲ - ۵۸۳۴۸۶، فیکس: ۵۴۲۲۷۷

لندن آفس:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON. SW9. 9HZ. U.K.
PHONE: 0171- 737-8199.

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری۔ طابع: سید شاہد حسن۔ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس۔ مقام اشاعت: جامع مسجد باب رحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جداگانہ طریقہ انتخابات ختم کرنے کا طاہر القادری کا بے جا مطالبہ

طاہر القادری صاحب جو کہ آج کل اپوزیشن کی کرسی سنبھالے ہوئے ہیں ان کی جانب سے گزشتہ دنوں پاکستان کی اقلیتوں کے ساتھ ایک مشترکہ پریس کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ مخلوط طریقہ انتخابات ختم کیا جائے اور اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ جناب طاہر القادری صاحب نے یہ نئی مہم پتہ نہیں کس کے اشارہ سے شروع کی ہے اور اس کے مقاصد کیا ہیں اور وہ اس سے کس کو خوش کرنا چاہتے ہیں؟ یہ تو ان کو خود ہی معلوم ہے' لیکن اس وقت جبکہ اقلیتوں نے شریعت کے خلاف' توہین رسالت قانون اور قادیانیوں نے اپنے متعلق ترامیم کے خلاف احتجاجی مہم شروع کی ہوئی ہے' طاہر القادری صاحب کی اس طرح اقلیتوں کے ساتھ مل کر ان کے حقوق کی بات کرنا صرف پاکستان کی سالمیت کے ہی خلاف نہیں' بلکہ اسلام کے بھی خلاف ہے۔

جداگانہ طریقہ انتخابات کا مطالبہ مسلمانوں نے بہت کوشش کے بعد یہ منظور کرایا اور اس کی سب سے اہم وجہ مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان امتیاز ہے۔ عیسائیوں یا ہندوؤں کی تو کوئی بات نہیں' لیکن قادیانیوں کا مسئلہ سب سے زیادہ اہم ہے۔ قادیانیوں نے آج تک آئینی ترمیم کو منظور نہیں کیا۔ ۱۹۷۴ء سے پہلے قادیانی مسلمانوں کی نشست سے منتخب ہو کر اسمبلی میں جا کر اسلام کے خلاف کام کرتے تھے اور وہ اب تک بضد ہیں کہ وہ مسلمان ہیں اور دنیا کے ایک ارب بیس کروڑ مسلمان کافر ہی نہیں بلکہ خنزیر اور رنڈیوں کی اولاد ہیں۔ وہ اپنا نام اقلیتوں کی فہرست میں درج نہیں کراتے اگر طاہر القادری صاحب کی بات تسلیم کر لی جائے تو اس صورت میں قادیانی مسلمان بن کر جس حلقے سے چاہیں گے منتخب ہو جائیں گے۔ یہی صورت حال دیگر مذاہب کی ہے۔ پاکستان کی قومی اسمبلی میں قانون سازی کی جاتی ہے۔ اگر عیسائی' ہندو' قادیانی اپنی سیاسی جماعتوں میں اپنی اہمیت بنا کر مختلف جماعتوں سے کافی تعداد میں ممبر بن جائیں تو توقع کی جا سکتی ہے کہ اسمبلی میں اسلامی قوانین منظور نہیں کرائے جا سکیں گے اس لئے ہمارے خیال میں طاہر القادری صاحب کا اقلیتوں کے ساتھ مل کر یہ مطالبہ کرنا بہت ہی خطرناک ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس مطالبہ کو مسترد کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ اس کی طرف بالکل توجہ نہ دی جائے اور اس صورت کو برقرار رکھا جائے۔

طالبان کے خلاف اقوام متحدہ کی شرانگیز رپورٹ.......... امیر المومنین کی تردید

اقوام متحدہ جس کا مقصد مختلف ممالک کے درمیان تصفیہ طلب معاملات میں حق و انصاف کا ساتھ دینا ہے لیکن گزشتہ پچاس سال کے عرصہ میں دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ اس ادارہ کا مقصد مسلمانوں کو تباہ کرنا اور نقصان پہنچانا ہے خاص کر روس کی تباہی کے بعد یہ ادارہ امریکہ کا غلام بن کر رہ گیا ہے۔ کشمیر' فلسطین' برما' صومالیہ' الجزائر کونسا ایسا معاملہ ہے جہاں اقوام متحدہ نے حق کا ساتھ دیا ہو؟ کشمیر پر ظلم و ستم کے کونسے پہاڑ ہیں جو ہندوستان نے نہیں ڈھائے' لیکن اقوام متحدہ اپنی قرارداد کے باوجود کسی بھی قسم کی کارروائی ہندوستان کے خلاف نہیں کرتا' فلسطین میں اسرائیل نے کیا کچھ نہیں کیا؟ کھلے عام اقوام متحدہ کی قرارداد کی مخالفت کی' لیکن اقوام متحدہ کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ بوسنیا میں سرب نے جو مظالم ڈھائے وہ کسی سے مخفی نہیں اور اب تو عدالت نے سرب کے کمانڈر پر فرد جرم بھی عائد کر دی لیکن اس وقت بوسنیا کے لئے اسلحہ کی پابندی ہے اور سرب ہر قسم کی پابندیوں سے آزاد! یہی صورت حال اب کوسوو کے ساتھ دہرائی جا رہی ہے کہ سرب فوجیں ظلم پر ظلم ڈھا رہی ہیں' لیکن اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل روزانہ دھمکی کی مہلت میں اضافہ کر دیتی ہے۔ اس کے برخلاف مسلمان ممالک کے ساتھ اس کا رویہ ہمیشہ جارحانہ رہا۔ لیبیا پر اقتصادی پابندیاں' جرم صرف اتنا کہ اس کے ایک شخص نے امریکہ کے صدر کے خلاف قتل کا منصوبہ بنایا اور لیبیا نے وہ شخص امریکہ کو دینے سے انکار کر دیا تو اقوام متحدہ نے امریکہ کے کہنے پر لیبیا کے خلاف اقتصادی پابندی عائد کر دی۔ عراق نے ایٹمی ہتھیار بنانے کی کوشش کی تو اسرائیل نے اس کے ایٹمی مرکز کو بمباری کر کے تباہ کر دیا۔ اسرائیل کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی اور عراق کے خلاف ایسی اقتصادی پابندیاں عائد کیں کہ آج دودھ اور دوائیں نہ ہونے کی وجہ سے عراقی بچے موت کا شکار ہو رہے ہیں۔ ہندوستان نے ایٹمی دھماکے کئے اس پر کوئی

پابندی عائد نہیں کی گئی بلکہ اس نے سلامتی کونسل میں قرارداد تک منظور ہونے نہیں دی۔ پاکستان نے اپنے دفاع کے لئے ایٹمی دھماکے کئے تو فوراً اس پر پابندیاں عائد کردی گئیں۔ یہی معاملہ افغانستان کے ساتھ خاص کر طالبان کے ساتھ اقوام متحدہ نے روا رکھا ہوا ہے۔ روس نے ظالمانہ قبضہ کرنے کی کوشش کی مجاہدین نے جہاد کا اعلان کیا' ان پر پابندیاں لگائی گئیں' لیکن جب اپنی ضرورت ہوئی تو تھوڑی بہت امداد کردی۔ مجاہدین کی حکومت قائم ہوگئی اور ان میں اقتدار کے لئے لڑائی شروع کرادی گئی' اس دوران افغانستان کے مسلمانوں پر جو کمانڈروں نے ظلم کئے اقوام متحدہ کی طرف سے کوئی سرزنش یا پابندی نہیں لگائی گئی بلکہ ہر گروپ کو تھپکی دی گئی تاکہ افغانستان میں زیادہ سے زیادہ خون خرابہ کیا جائے اور افغانستان کو لسانی بنیادوں پر تقسیم کردیا جائے۔ طالبان جو اصل مجاہدین تھے انہوں نے جب ان مظالم کے خلاف جہاد شروع کیا تو طالبان کا راستہ ہر مرحلہ پر روکا گیا۔ ان کو دہشت گرد کہا گیا۔ طالبان نے اپنی جدوجہد جاری رکھی اور افغانستان کے ایک ایک حصہ پر نفاذ شریعت کا عمل کرکے مثالی امن قائم کرتے رہے' لیکن ان کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ آخرکار طالبان نے کابل فتح کرلیا اور اکثر علاقے پر قبضہ کرلیا لیکن اقوام متحدہ اپنے منشور کی خود دھجیاں بکھیر تا رہا اور طالبان مخالفین کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ ان کو ہر قسم کی امداد بھی فراہم کی جاتی رہی۔ اس دوران طالبان کو تسلیم نہ کرنے کے لئے مختلف بہانے بنائے جاتے رہے کبھی کہا گیا کہ عورتوں کو پردہ کا پابند کردیا' کبھی کہا کہ ٹی وی بند کردیا' کبھی کہا گیا کہ شرعی سزائیں نافذ کرکے وحشیانہ نظام رائج کیا گیا۔ ان تمام کا مقصد مخالفین کو تقویت دینا اور طالبان کو نقصان پہنچانا تھا۔ طالبان نے مزار شریف پر قبضہ کے لئے حکمت عملی تیار کی اور جنرل عبدالمالک کے ساتھ معاہدہ ہوا۔ دس ہزار کے قریب طالبان مزار شریف میں داخل ہوئے۔ جنرل عبدالمالک نے تیسرے دن دھوکہ دیا اور نہتے ہزاروں طلبا کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ جنرل عبدالمالک نے ایسی بربریت' دہشت اور درندگی کا مظاہرہ کیا' صرف ایک قبر سے ساڑھے تین ہزار طالبان کی لاشیں ملی ہیں' جس میں سے اکثر لاشوں کے ہاتھ ایک سال سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود ایسے سخت بندھے ہوئے ہیں کہ کوشش کے باوجود کھل نہ سکے' پھر ان لاشوں پر چونا ڈال کر اور اس پر پانی ڈال کر جلادیا گیا' جن لاشوں پر چونا پڑا وہ تو جل گئیں ہیں باقی اکثر لاشیں صحیح سالم ہیں اور ان کے کپڑوں پر جو خون گرا ہوا ہے ان سے خوشبو کی لپیٹیں اٹھتی ہیں۔ ان لاشوں کو اب طالبان نے مزار شریف سے نکال کر قندھار کے ایک قبرستان میں دفن کیا ہے۔ جو بھی اس قبرستان میں جاتا ہے ان کے خون سے خوشبو محسوس کرکے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور شہداً کے مرتبہ کا اندازہ کرتا ہے۔ اس تمام درندگی کے باوجود اقوام متحدہ نے احمد شاہ مسعود اور شمالی اتحاد پر کسی قسم کی پابندی عائد نہیں کی اور بدقسمتی ملاحظہ ہو کہ اب تک اس حکومت کو تسلیم کیا ہوا ہے۔ مزار شریف کے بعد بامیان نے ان درندوں نے جو کچھ کیا ان کی ایک جھلک ان قیدیوں سے معلوم کی جاسکتی ہے جو سولہ ماہ سے زیادہ روسیوں' درندوں کی قید میں رہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ خلفاً راشدین اور صحابہ کرامؓ کا نام مبارک زمینوں میں لکھتے اور ہمیں مجبور کرتے کہ ہم ان پر چلیں۔ جو نہ چلتا ان کو گولیوں سے بھون دیتے' اس کے علاوہ اور بھی بہت سی مظالم کی داستانیں ہیں۔ جس وقت طالبان نے بامیان کا محاصرہ کرلیا اور ان کو یقین ہوگیا کہ اب طالبان داخل ہونے والے ہیں تو انہوں نے درندگی کی انتہا کردی۔ فجر سے پہلے تمام قیدیوں کے بیرکوں میں گئے اور چاروں طرف سے برسٹ کھول دیا بندھے ہوئے قیدی کوٹھڑیوں کے اندر ہی شہید ہوگئے۔ کچھ قیدی بچے جو طالبان کے ہاتھ لگے اور وہ ذہنی اور صحت کے اعتبار سے اتنے خستہ حال تھے کہ پتہ نہیں وہ کب معمول کی زندگی میں واپس آئیں گے۔ اس کے باوجود اقوام متحدہ اور انسانی حقوق کی تنظیموں کے ضمیر میں ذرا سی جنبش پیدا نہیں ہوئی' لیکن طالبان کی مزار شریف اور بامیان کی فتح ان پر اتنی گراں گزری کہ ایک طرف تو ایران کو تیار کرکے افغانستان کی سرحدات پر فوجیں کھڑی کروادیں اور بہانہ یہ بنایا کہ ایرانی سفارتی لوگ طالبان نے مار دیے حالانکہ طالبان نے نہیں خود ایران کے حامی شیعہ گروپ نے ان کو مار دیا تاکہ طالبان پر الزام عائد کرکے ان کو بدنام کیا جائے جبکہ اس سے قبل ایران' ازبکستان' روس کے طیارے کھلے عام حزب وحدت کو اسلحہ فراہم کررہے تھے' لیکن اقوام متحدہ کے کان پر جوں نہیں رینگی تھی۔ مزار شریف اور بامیان کی لڑائی میں خونریز مقابلہ ہوا' طالبان بھی کافی شہید ہوئے اور مخالفین بھی ہٹ دھرمی کی وجہ سے زیادہ مارے گئے اس کو بنیاد بنا کر اب اقوام متحدہ نے ایک رپورٹ جاری کی ہے جس میں الزام لگایا ہے کہ طالبان نے مزار شریف میں قتل عام کیا۔ ۸/نومبر ۱۹۹۸ء کو جمعیت علماً افریقہ کے وفد اور نمائندہ جنگ سے ملاقات کے دوران امیر المومنین ملا عمر صاحب نے اقوام متحدہ کی اس رپورٹ کو جھوٹ کا پلندہ قرار دیتے ہوئے اس کو طالبان کے خلاف دشمنوں کی عظیم سازش قرار دیا۔ ملا عمر نے کہا کہ یہ رپورٹ ایسے افراد کے مفروضوں پر بنائی گئی ہے جنہوں نے افغانستان میں قدم بھی نہیں رکھا اور نہ ہی چشم دید گواہ ہیں۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

ایمان کی قدروقیمت

ایمان کی قدروقیمت کا اندازہ سورۂ کہف میں بیان کردہ واقعات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں حضرت خضرؑ نے ایک بچہ کو قتل کردیا صرف اس لئے کہ وہ ایماندار والدین کے لئے فتنہ بننے والا تھا جبکہ دوسری جگہ حضرت خضرؑ نے دو یتیم بچوں کے گھر کی گرتی ہوئی دیوار کو کھڑا کردیا اس لئے کہ وہ نیک والدین کی اولاد تھے دیوار گرنے سے یتیم بچوں کا خزانہ ضائع ہوجانے کا خدشہ تھا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ اور ایمان کی قدروقیمت:

مجھے صرف چند باتیں عرض کرنی ہیں ایک تو یہ کہ اگر میں آپ سے کوئی معاہدہ کرتا تو یہ کرتا کہ آپ اس احساس و شعور کو زندہ رکھیں کہ ایمان جان سے زیادہ عزیز ہے' ایمان جان سے زیادہ پیارا ہے۔ اور ہم یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ بچہ کی جان سے' اس کی صحت سے' اس کا ایمان زیادہ عزیز ہے' ایمان زیادہ قیمتی ہے' اس کے لیے میں آپ کے سامنے قرآن کریم کی دو آیتوں سے استدلال کرتا ہوں' اور جب بھی پڑھتا ہوں تو مجھے حیرت ہوتی ہے' اور وہ حیرت ختم نہیں ہوتی' لیکن مجھے اندیشہ بلکہ میرا احساس یہ ہے کہ بہت کم لوگوں نے اس سے صحیح نتیجہ نکالا ہے' اسلاف کرام اور مفسرین عظام کا ذہن یقینًا ان چیزوں کی طرف گیا ہوگا' جہاں ہمارا ذہن جا نہیں سکتا' لیکن آج کے پڑھنے والے بہت کم یہ نتیجہ نکالتے ہیں' قرآن مجید کی سورہ کہف میں آخر یہ قصہ بیان کیا گیا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک لڑکے کی جان لے لی' اور وہ بھی ایک اولوالعزم اور ایک عظیم الشان پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی اور رفاقت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام سے جب پوچھا کہ آپ نے بچہ کے ساتھ یہ کیا معاملہ کیا؟ اس کا کیا جرم تھا؟ اور کیا وہ جرم ایسا تھا کہ اس کی جان لے لی جائے؟ حضرت خضرؑ نے کہا کہ اس کے ماں باپ دونوں صاحب ایمان اور نیک تھے۔ اور یہ بچہ فتنہ بننے والا تھا۔ اگر یہ زندہ رہ جاتا تو اپنے ماں باپ کے ایمان کے لیے خطرہ بنتا تو میں نے اس لیے ان کو اس خطرہ سے بچالیا اور اس کی جان لے لی کہ اللہ اور اولاد دے گا' آج کہیں پوری دنیائے اسلام میں بڑی سے بڑی آزاد حکومت اور شرعی حکومت بھی اس پر عمل نہیں کرسکتی' آپ سب جانتے ہیں کہ اس پر عمل کرنا بالکل حرام اور ناجائز ہے کہ محض اس خطرے سے کہ یہ بچہ کبھی فتنہ بن جائے گا (اور بہت سے بچے فتنہ بن رہے ہیں' اور ہم دیکھ رہے ہیں) اس کی جان لینے کی اجازت نہیں۔ اور جان لینا تو جان لینا ہے۔ کوئی اور بہت بڑی سزا معصومیت کی حالت میں نہیں دی جاسکتی' اور یہاں سوال پیدا ہوگا کہ پھر قرآن کریم نے قیامت تک کے لیے اس قصہ کو سورہ کہف میں داخل کر کے اسے زندہ جاوید کیوں بنادیا؟ یہ کہ قیامت تک پڑھا جائے گا۔ تو اس نے ایسا اس لیے کیا تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ ایمان کی یہ قیمت ہے۔ اگرچہ آج اس پر عمل نہیں ہوسکتا۔ اور شرعی طور پر اس پر عمل کرنا حرام بھی ہے اور قتل ناحق ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اسے قرآن مجید کی سورہ کہف میں بیان فرمارہا ہے' اسے ایک پیغمبر اور اس کے رفیق کا (جن کا کم سے کم درجہ اولیاء اللہ کا ہوگا۔) فعل بتایا جارہا ہے۔ آخر اس کی حکمت کیا ہے؟ حکمت یہی ہے کہ ہم اور آپ سوچیں کہ ایمان وہ قیمتی چیز ہے کہ اس کے لیے حضرت خضر علیہ السلام (نے جو بڑے فقیر' بڑے عارف باللہ اور بڑے صاحب بصیرت اور مقبول عنداللہ تھے) انہوں نے یہ کام کیا کہ اس بچے کی جان لے لی' پھر اللہ تعالیٰ نے یہ قصہ سنایا۔ اور قرآن مجید میں ہمیشہ کے لیے محفوظ کردیا۔ تاکہ پڑھنے والے یہ سمجھیں کہ ایمان اتنی بڑی چیز ہے کہ اس کے لیے جو چیز خطرہ بننے والی ہے اس خطرہ کو بھی دور کرنا چاہئے' چاہے وہ کیسی ہی پیاری اور عزیز کیوں نہ ہو' مگر ہم لوگ اس طرح نہیں سوچتے۔ قرآن کریم کا یہ اعجاز اور الہامی نکتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس قصہ میں

بیان فرمایا ہے' کہ حضرت موسیٰ و خضر علیہما السلام ایک بستی میں گئے اور وہاں انہوں نے دیکھا کہ ایک دیوار مسمار ہونے والی ہے' اس موقع پر وہ زبان حال سے گویا کہہ رہے تھے کہ ہم پردیسی ہیں اور ہماری ضیافت ہونی چاہئے اور زبان قال سے بھی جیسا کہ قرآن مجید سے اشارہ معلوم ہوتا ہے لیکن پوری بستی میں کسی نے خبر نہیں لی' اور کھانا پیش نہیں کیا' اور وہ بھوکے رہے' مگر دیوار جو گر رہی تھی حضرت خضر علیہ السلام اس کے سنبھالنے میں لگ گئے اور آپ جانتے ہیں کہ گرتی ہوئی دیوار کو سنبھالنا کتنا مشکل ہوتا ہے' حیرت کی بات ہے کہ کہاں سے وہ مسالہ لائے' اور انہوں نے کتنی محنت کی ہوگی' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا عجب تضاد ہے' جنہوں نے کھانے تک کی خبر نہیں لی ہم سے کھانے کو نہیں پوچھا' ان کا کہاں سے یہ حق تھا اور کیسا احسان تھا کہ آپ نے اس دیوار کو جس کی مرمت میں وہ مزدور لگاتے پیسے خرچ کرتے اور خود توجہ کرتے۔ آپ نے اس دیوار کو سنبھالا دیا تو انہوں نے کہا۔

یہ دیوار دو یتیم بچوں کی تھی جن کا باپ نیک تھا' یہ دیوار اگر گر جاتی تو جو خزانہ اندر دبا ہوا تھا وہ کھل جاتا' سامنے آجاتا اور لوگ لوٹ لے جاتے' اور ان کو غربت کا سامنا کرنا پڑتا۔ اور ان کے پاس کچھ نہ رہتا۔ ایک طرف جان لی ایمان کے خطرے سے' اور ایک طرف دیوار سنبھالی ایمان کی فضیلت کی وجہ سے' یعنی وہ خود بھی نہیں بلکہ ان کے باپ نیک تھے معلوم نہیں ان کے انتقال کو کتنا زمانہ ہوگیا تھا۔

لیکن حضرت خضر علیہ السلام نے اس ایمان کی اتنی قیمت جانی کہ اس دیوار کو سنبھالا' اور اس کو کھڑا اور ٹھیک کردیا۔ اور وہ خزانہ دبا رہا' یہ دونوں واقعے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی سورۃ میں اوپر نیچے بیان کیے تاکہ آپ کو ایمان و کفر کا فرق معلوم ہو' ایک طرف ایمان کی یہ قیمت کہ جو بچہ خطرہ بننے والا تھا اس کو ختم کردیا' اور ایک طرف ایمان کی یہ قیمت کہ جن کا باپ نیک تھا ابھی ان کا وقت نہیں آیا تھا۔ ابھی وہ سن بلوغ کو نہیں پہنچے تھے اور وہ دو یتیم بچے تھے' ان کا باپ چونکہ صاحب ایمان تھا' اور نیک تھا' تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ایمان کی قدر دانی میں دیوار سنبھالنے کا انتظام فرمایا۔ اور الہام کے ذریعہ حضرت خضر علیہ السلام نے وہ دیوار سنبھال لی۔

ایمان کو جان پر مقدم سمجھنا ایمان کا تقاضا ہے:

بس میں یہ کہتا ہوں کہ اس سے آپ ایمان کی قیمت سمجھئے اب یہ حکم نہیں ہے کہ جس کو آدمی قابل خطرہ سمجھے اس کو اس طرح ختم کردے بلکہ بہتر یہ ہے کہ اگر خطرہ سمجھے تو اس کو اس دیوار کی طرح سنبھالے' جو گر رہی تھی ویسے ہی اپنی اولاد کو اور آئندہ آنے والی نسل کو گرتی ہوئی دیوار کی طرح کھڑا کردے' اس کو مضبوط بنائے مستحکم کرے' مسئلہ صرف اتنا ہے کہ اگر ہمارے ذہن اور ہمارے عقیدے نے اس کو قبول کرلیا' کہ ایمان جان سے زیادہ عزیز ہے تو پھر علاج و معالجہ اور کپڑے بنانے اور اس کی پوشاک کا خیال کرنے اور پھر آگے بڑھ کر اعلیٰ تعلیم دلانا ان سب سے زیادہ ضروری یہ ہوگا کہ ان کے دل میں ایمان بٹھایا جائے' انکے علاج و معالجہ سے' کپڑے بنانے سے' انہیں دعائیں دینے سے' اور انہیں دیکھ دیکھ کر خوش ہونے سے بھی زیادہ ضروری یہ ہے کہ ان کے ایمان کا تحفظ کرے' اور ایسا انتظام کرے کہ ایمان جانے نہ پائے آخری بات میری طرف سے یاد رکھئے کہ ایمان جان سے زیادہ عزیز ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ایمان والو اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔"

دوزخ کی آگ سے کس طرح بچاسکو گے؟ ایمان کے ذریعہ سے بچاسکو گے' سب سے پہلا اور اہم ترین فریضہ ہے اپنی آئندہ نسل کے ایمان کی حفاظت کا سامان کرنا' اور اسے ان خطروں سے بچانا یہاں تک کہ ان تعلیم گاہوں سے بچانا' جہاں ایمان کا خطرہ ہو' اور اس کا بدل مہیا کرنا کہ بے علم بھی نہیں رہ سکتے' اس دنیا میں نہ پہلے اس کا جواز تھا اور نہ اب جواز ہے' تو تعلیم ضرور ہونی چاہئے۔ لیکن تعلیم اس طرح نہیں ہونی چاہئے کہ ایمان خطرہ میں پڑ جائے' پھر چاہے کہ ایمان خطرہ میں پڑ جائے' پھر چاہے آدمی آسمان پر اڑے' اور دریا پر چلے' اور سائنس میں اور علم جدید میں اور دوسرے فنون میں کتنی ہی ترقی کرے' اور بڑے سے بڑا سرمایہ دار قارون وقت بن جائے لیکن اللہ تعالیٰ کے یہاں اور اس کے پیغمبروں کے یہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان کی حقیقی قیمت سمجھنے' اس کو دنیا کی ہر چیز پر' ہر دولت پر ہر نعمت پر' ہر ترقی پر' ہر لذت پر اس کو ترجیح دینے کی توفیق عطا فرمائے' کہ اپنے ایمان کی بھی فکر کریں اور اپنی اولاد کے ایمان کی بھی فکر کریں۔

سب سے بڑھ کر نسل کشی' عقیدے اور ایمان کی نسل کشی ہے کہ یہ نسل رہے اور ایمان نہ رہے' دین کا امتیاز اور دین کا فرق نہ رہے' اور باقی تہذیب اور کلچر اور رسم الخط اور دوسری چیزیں تو اپنی جگہ پر ہیں آج اسلام دشمن طاقتوں کا پورا ایک منصوبہ تیار ہے کہ لوگ اسلام پر قائم نہ رہیں میں نے اسپین دیکھا ہے۔ غرناطہ وغیرہ دیکھا۔ وہ اسپین کہ وہاں آج کان ترستے ہیں اذانوں کے لیے اور آنکھیں ترستی ہیں نمازیوں کو دیکھنے کے لیے' قرطبہ کی جامع مسجد دنیا کی عظیم ترین مسجد ہے' اس میں نماز پڑھنے کی اجازت ملی تو کچھ دیر وہاں عبادت کی توفیق ملی۔

اللہ تعالیٰ اس ملت اسلامیہ کو اس ملک میں

باقی صفحہ ۱۸ پر

فتنہ قادیانیت کا تعاقب

ملّت اسلامیہ کی ذمّہ داری

فتنہ کی معمولی چنگاری بھی ملت کے شیرازہ کو منتشر و برباد کر دینے کے لئے کافی ہے

ادارہ محمودیہ قصبہ محمدی ضلع لکھیم پور کھیری (ہندوستان) میں منعقدہ تحفظ ختم نبوت کے نمائندہ اجلاس سے مولانا مفتی سعید احمد پالنپوری مدظلہ کا خطاب

اس دنیا میں کوئی بھی فتنہ جب شروع ہوتا ہے تو اس کی حیثیت بہت معمولی ہوتی ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ ترقی کر کے اتنا بڑا ہو جاتا ہے کہ پھر اس سے نپٹنا مشکل ہو جاتا ہے حدیث پاک میں آیا ہے کہ "رات کو سونے سے قبل چراغ گل کر دیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ بد اطوار' بد کردار' چوہا فتیلہ جلا کر پورے گھر کو خاکستر نہ کر دے فتنہ کی اگر چھوٹی سی بھی چنگاری ہے تو رات کے شیرازے کو منتشر و برباد کرنے کے لئے کافی ہے" یہ ہیں وہ الفاظ جو مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کے ناظم اعلیٰ مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند نے قصبہ محمدی میں ایک نمائندہ جلاس کو خطاب کرتے ہوئے فرمائے آپ نے فرمایا:

"آپ حضرات کم و بیش اس حقیقت سے واقف ہوں گے کہ جب سے قادیانیت کو پاکستان سے دیش نکالا ملا ہے' اس وقت سے ان کا سربراہ (مرزا طاہر) پاکستان سے فرار ہو کر اپنے قدیم آقا اور ہادو قاسرپرست کے زیر سایہ لندن میں مقیم ہے۔ اس وقت عارضی طریقے پر لندن میں ان کا مرکز ہے لیکن لندن مرکز بنانے کی جگہ نہیں ہے۔ اس لئے قادیانیوں نے اپنا مرکز قائم کرنے کے لئے پاکستان میں کوشش کی اور اس مقصد سے "ربوہ" بستی قائم کی مگر وہاں سے دیش نکالے کے بعد انہوں نے اپنے اصل مرکز قادیان کی طرف توجہ کی یہی وجہ ہے کہ اس وقت ہندوستان میں ہر طرف ان کی سرگرمیاں جاری ہیں اور اپنی تمام توجہات کو انہوں نے ہندوستان کی طرف منعطف کر دیا ہے۔" آپ نے فرمایا کہ:

"عام مسلمانوں بالخصوص علماء اسلام کو بھی اس فتنہ کی ریشہ دوانیوں کا پتہ اس وقت چل پاتا ہے جب معاملہ بے قابو ہو جاتا ہے۔ اگرچہ کچھ اصحاب بصیرت اہل حق و معرفت اور وارثین نبوت کسی بھی فتنے کے آغاز ہی سے جان لیتے ہیں اور اس کے تعاقب میں جدوجہد شروع کر دیتے ہیں' چونکہ دنیا کے کسی بھی ملک کے مقابلہ میں ہندوستان ان کا پسندیدہ میدان عمل ہے اور یہیں سے اس فتنہ کی بنیاد پڑی ہے' اس لئے قادیانی ہندوستان لوٹ کر یہاں کی فضا کو اپنے حق میں ہموار اور ماحول کو سازگار کرنا چاہتے ہیں۔ اسی لئے ہندوستان میں قادیانیت کا کام کرنے والوں کو زیادہ وظائف و انعامات اور سہولیات دیتے ہیں۔ اگر اس فتنہ کی طرف توجہ نہ کی گئی تو یہاں تقسیم ہند سے پہلے کے حالات پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔ اگر تقسیم ملک کے وقت پنجاب کے علاقہ میں حالات زیادہ کشیدہ اور خراب نہ ہوتے یا وہ پنجاب کے علاوہ ملک کے کسی دوسرے علاقہ میں ہوتے تو میرا یقین ہے کہ قادیانی کبھی بھی اپنے اصل مرکز کو چھوڑ کر نہ جاتے۔"

اس موقع پر یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ اس صورت حال سے نپٹنے کے لئے کیا حکمت عملی اختیار کی جائے؟ اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) اس فتنے سے نپٹنے کے لئے پہلی صورت تو یہ ہے کہ مسلم رائے عامہ کو بیدار کر دیا جائے تاکہ فتنہ جڑ پکڑنے' اپنا پنجہ گاڑنے کا موقع نہ مل سکے رائے عامہ کو بیدار کرنا معقولیت کی بات ہے آج کل حکومتوں سے اپنی بات منوانے کے لئے بڑے بڑے احتجاجی جلسے اور جلوسوں کا اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ مقصد برآری میں مدد ملے اگر ہم ہر طرف مسلمانوں کو قادیانی فتنہ یا کسی بھی فتنہ سے آگاہ کر دیں اور رائے عامہ کو ہموار کرنے کی تحریک چلائیں تو کسی بھی فتنہ پرور کو کہیں بھی گھسنے اور اپنا کام کرنے کا موقع نہ مل سکے' فتنوں سے آگاہی ایک ایسی ضروری چیز ہے کہ گورنمنٹ کا بھی ایک مستقل شعبہ اسی کام پر مامور ہے کہ وہ آنے والے فتنوں اور طوفانوں سے خبردار کرتا رہے تاکہ ہر شخص اپنے بچاؤ کے لئے احتیاطی تدابیر اختیار کرے۔ پھر پہلے ہی کوئی اس کی زد میں آجائے تو علما

کرام کی دینی ذمہ داری ہے کہ عام مسلمانوں کو فتنوں سے باخبر کرتے رہیں تاکہ وہ محتاط ہو جائیں۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ ہر علاقہ میں کچھ ایسے ذمہ دار لوگ ہوں جو پورے علاقہ پر نظر رکھتے ہوئے خاموشی کے ساتھ ان کا تعاقب کریں' جہاں کوئی خطرہ نظر آئے تو علماء امت حکمت وبصیرت کے ساتھ اولاً تو اس بات کا پتہ چلائیں کہ یہ فتنے کن وجوہ اور اسباب سے اپنے پیر جماتے ہیں تاکہ اسباب معلوم کر کے ان کا علاج کیا جاسکے۔ میرے خیال میں قادیانی فتنے کے پیر جمانے کے دو سبب ہیں۔ ایک جہالت' دوسرا افلاس و غربت۔

جو لوگ جاہل ہیں دین کی بنیادی تعلیمات سے ناواقفیت اور اپنے اسلامی بنیادی عقائد سے بے خبری کی وجہ سے کسی بھی فتنے کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ فتنہ قادیانیت "دام ہمرنگ زمین ہے" یہ لوگ قرآن و حدیث اور صحابہؓ کی زندگی پیش کرتے ہیں۔ جب شکار پھنس جاتا ہے تو پھر اپنے مذہب کی بات کرتے ہیں۔ قادیانی مسلمانوں کو اسلام کے نام پر پھانستے ہیں اور سادہ لوح مسلمان ان کے دام فریب میں گرفتار ہو جاتا ہے' اس لئے سب سے پہلے ضرورت ہے کہ جہالت کو دور کیا جائے جگہ جگہ دینی مکاتب قائم کئے جائیں۔ مسلمان بچوں کو اسلام کے بنیادی عقائد سے واقف کرایا جائے اور اسلام کے خلاف اٹھنے والی تحریکات سے ان کو باخبر کیا جائے اگر ہم اس میدان میں کامیابی حاصل کر لیتے ہیں اور سارے بچوں کے دماغ و قلب میں اسلام کی بنیادیں مضبوط اور مستحکم ہو جاتی ہیں تو پھر کسی بھی فتنے کو در آنے کی راہ نہ مل سکے گی دوسرا کام کرنے کا یہ ہے کہ مسلمانوں کی مفلسی و ناداری کو ختم کیا جائے کیونکہ قادیانیت مسلمانوں کو تعلیمی اقتصادی وظائف دیتے ہیں اور اپنے معلمین و مبلغین کو اپنے فنڈز سے بھاری تنخواہیں دے کر قادیانیت کی تبلیغ و اشاعت پر لگاتے ہیں' اس لئے فتنوں سے بچانے کے لئے جہالت کو دور کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی غربت کو دور کرنا بھی ضروری ہے۔ اور یہ کام مشکل اور لاینحل نہیں ہے ہمارے سامنے حضور اکرم ﷺ کی زندگی ہے۔ جزیرۃ العرب میں بھی غربت و افلاس سب سے اہم مسئلہ تھا اسلامی تاریخ کا مطالعہ رکھنے والے واقف ہیں کہ بیت المال کا خرچ یا تو حرب و دفاع کے شعبہ پر ہوتا تھا یا پھر عام مسلمانوں پر آنحضور ﷺ اپنی آمدنی سے ازواج مطہرات کو پورے سال کا خرچ دیتے تھے۔ اس کے باوجود دو دو ماہ چولہا نہ جلتا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ پورے سال کا ملا ہوا نفقہ ایک ہی ماہ میں مسلمانوں پر خرچ ہو جاتا تھا۔ اور جب کبھی حکومت کے خزانے میں کچھ باقی نہ رہتا تو آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کے ایک جگہ جمع ہونے کا اعلان کرا دیتے اور پھر ان سے تعاون کی اپیل فرماتے ان اسلامی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ غربت و افلاس کو دور کرنے کے لئے بیت المال کا کیا کردار ہونا چاہئے اور اگر بیت المال خالی ہو جائے تو پھر عام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ افلاس زدہ بھائیوں کا تعاون کریں جیسا کہ ملت اسلامیہ ہند نے اپنی دینی تعلیم کا انتظام کر رکھا ہے' بڑے بڑے جامعات دینی ادارے اسلامی مراکز عام مسلمانوں کے تعاون سے چل رہے ہیں' جب مسلمان یہ کر سکتے ہیں تو غربت کو دور کرنے کے لئے بھی ہمیں کوئی موثر نظام بنانا چاہئے۔ تب ہی ہم اس فتنے سے مسلمانوں کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔

بہر کیف فتنوں سے حفاظت کے لئے اگر ہم دونوں کام کریں یعنی مسلم رائے عامہ کو بھی بیدار کریں اور خاموش تعاقب بھی کرتے رہیں تو مفید نتائج برآمد ہوں گے۔

میری اپنی رائے میں اس وقت دو چیزوں کی بڑی ضرورت ہے اول فتنہ قادیانیت کے بارے میں ذہنوں کو بیدار کرنا' پھر جگا کر کام کرنے کی لائن متعین کرنا' آپ اپنے علاقہ کے علماً کرام کو اس فتنے کے مقابلہ کے لئے تیار کریں۔ اگر وہ علماً تیاری کے لئے دارالعلوم دیوبند آئیں اس سلسلہ کا سہ ماہی نصاب پڑھیں تو انشاً اللہ دارالعلوم ہمہ وقت اس کے لئے تیار ہے جو قیام و طعام کے ساتھ تین ماہ رہنے والے علماً کو ضروری کتابیں اور مواد فراہم کرے گا باقی علماً کرام کے لئے ہم خود آئیں گے اور سہ روزہ تربیتی کیمپ میں شرکاء کو موضوع کے بارے میں بنیادی معلومات فراہم کریں گے' لیکن اس کے لئے جان توڑ محنت کرنے کی ضرورت ہے' جیسا کہ حکم خداوندی ہے "وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ" اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی ہمت و طاقت سے بڑھ کر دین کے لئے جدوجہد کرو یعنی اللہ کا راستہ جتنی محنت چاہتا ہے اتنی محنت کرو' یہ نہ سوچو کہ ہم ناتواں اتنا بڑا کام کیسے کر سکتے ہیں؟ اور اتنا بھاری بوجھ کیسے اٹھا سکتے ہیں؟ اللہ نے اس امت کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا ہے اور مسلم کے مخصوص لقب سے اس امت کو اعزاز بخشا گیا ہے جس کا مطلب یہی ہے جتنے ہی حکم خداوندی آئے اپنا سر تسلیم خم کر دو اپنے نام کی لاج رکھو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

○

حکیم محمد عبدالستار اختر

مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ

ہم سب مسلمانوں پر بالعموم اور علماً کرام پر بالخصوص یہ لازم آتا ہے کہ دین اسلام کی ترویج و ترقی' مرزائیوں اور فتنہ ارتداد کی سرکوبی' پاکستان کو اسلامی فلاحی مملکت بنانے' آئین شریعت کے اجرا' تاج و تخت ختم نبوت کے ڈاکوؤں' کذابوں' دجالوں اور ناموس صحابہ کرامؓ' اہلبیت و ازواج مطہرات کی شان میں ہرزہ سرائی کرنے والوں کے خلاف جہاد کریں۔

قیام پاکستان کی بنیاد دو قومی نظریہ پر رکھا ہے اور پھر پاکستان اسلام سے مشروط ہے۔ جس میں اسلامی شریعت کا نفاذ ہو گا' اسلامی قدریں اجاگر ہوں گی اور پاکستان میں اسلامی نظام نافذ ہو کر ملک عزیز امن و سلامتی کا گہوارہ بن جائے گا۔ مگر ہوا کیا؟ کہ سیاسی جماعتوں بالخصوص مسلم لیگ جس کو خالق پاکستان سے دنیا منسوب کرتی ہے۔ اس میں اسلام و ملک دشمن عناصر یعنی مرزائی وغیرہ شامل تھے اور اب بھی ہیں۔ مثال کے طور پر آنجہانی سر ظفر اللہ قادیانی پہلے سابقہ وزیر خارجہ' لیاقت علی مرحوم کی کابینہ میں شامل تھے (جس کی تشکیل قائد اعظم محمد علی جناح نے فرمائی تھی) جنہوں نے اپنی وزارت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے' ملک کے کونے کونے میں مرزائیوں کو نہ صرف آباد کیا۔ بلکہ ملک کے اندر اور باہر اہم عہدوں پر سرکاری اور غیر سرکاری اداروں میں تعینات کرایا اور ملک کے باہر دنیا کے تمام ممالک میں پاکستانی سفارت خانوں کو فتنہ ارتداد مرزائیت کی تبلیغ کے سینٹر (اڈے) بنا دیئے۔ یہ شخص آنجہانی سر ظفر اللہ چوہدری کٹر قادیانی متعصب اکھنڈ بھارت کا قائل' مرزا قادیانی کا محب تھا جس نے قائد اعظم کی نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی۔ جب اس سے اس ضمن میں پوچھا گیا' تو اس نے جواب دیا کہ "مجھے اسلامی مملکت کا کافر وزیر سمجھ لو یا کافر ملک کا مسلمان وزیر۔"

معزز سامعین! حضرات علماً کرام' مشائخ عظام اور دیگر سیاسی و سماجی زعماً اور جوانان کے مضامین بسلسلہ سیرت نبی اکرم ﷺ رد قادیانیت' بہائیت' ذکری و گوہر شاہی اور ملک عزیز کے خلاف مرزائیوں کی فتنہ پردازیوں سے متعلق پڑھ' سن چکے ہیں اور مزید پڑھیں گے۔ آپ کو بخوبی علم ہو جائے گا کہ مرزائی نہ صرف اسلام کے دشمن ہیں بلکہ ملک کے بھی غدار ہیں اور کسی صورت میں بھی خیر خواہ نہیں ۴۹-۱۹۴۸ء کی کشمیر کی جنگ ہو یا ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت کی لڑائی' سقوط ڈھاکہ کا معاملہ ہو یا پھر ملکی انتشار۔ غنڈہ گردی اور تخریب کاری' تمام ترانہی مرزائیوں کی سازش کا نتیجہ تھیں اور ہیں۔ جتنی تخریب کاری اس وقت ملک میں ہو رہی ہے اس میں سب سے زیادہ مرزائی ملوث ہیں۔ مگر حکومت وقت ہو یا سابقہ محترمہ بے نظیر کا دور ہو' حکومتی زعماً' وزیر و مشیر' ایم پی اے ہوں یا ایم این اے ہوں سب نے مرزائیوں کی تخریب کاری کے بارے میں سکوت اختیار کر رکھا ہے۔ ان کو اپنے دل سے پناہ میں رکھا ہوا ہے اور جناب ہر دو وزیر اعظم صاحبان نے اپنی امریکہ سرکار کی خوشنودی کے لئے عوام کو سحر انگیز بیانات سے خوش کر رکھا ہے۔

سنو! مسلمانو! کان کھول کر دل و دماغ سے حاضر ہو کے سنو! اگر دل میں خدا کا خوف اور حضور نبی کریم صلعم سے سچی محبت ہے تو سنبھل کر سنو! اس وقت سرکار دو عالم امام الانبیاً خاتم الرسل حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہم سب پاکستان کے مسلمانوں سے خوش نہیں۔ ان کی ذات اقدس ﷺ ہم سب کی اس غفلت کوتاہی اور سرد مہری سے مضطرب و نالاں ہیں' میں دل کی گہرائی سے عرض کر رہا ہوں کہ ہم سب زندہ ہوں۔ تین وقت پیٹ بھر کر کھاتے ہوں اور مزے سے جی رہے ہوں دوسری طرف مرزائی دندناتے پھرتے ہوں؟ غنڈہ گردی' تخریب کاری میں ملوث اور فتنہ ارتداد کی تبلیغ و اشاعت میں مسلمانوں کو مرتد بنانے میں دن رات مشغول ہوں تو ہمارے لئے یہ باعث شرم ہے کہ ہم زندہ رہیں۔ اگر آج ہم نبی اکرم صلعم کی ناموس' عظمت اور تخت و تاج ختم نبوت کی حفاظت اور اہلبیت' ازواج مطہرات کی عصمت اور حضرات صحابہ کرامؓ کی شان و عظمت کی پاسداری اور حفاظت نہیں کریں گے تو کل یوم محشر نبی اکرم ﷺ کی شفاعت کے کیونکر حقدار

ہوں گے۔ اگر آج ہم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر پکا ایمان‘ نبی کریم ﷺ سے سچی محبت یعنی ان کو اپنے ماں باپ‘ اہل وعیال عزیز واقارب اور مال و جان سے عزیز تر رکھیں گے اور زندگی نبی اکرم صلعم کے ہر ہر حکم و عمل کے مطابق گزاریں گے تو پھر قیامت کے دن گلو خلاصی ہو گی ۔ وگرنہ ذلت و خواری کے علاوہ کچھ حاصل نہیں۔ ایک جملہ جو میرے مخدوم و شیخ حضرت امیر شریعت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کان میں گونج رہا ہے کہ "مسلمانو! مجلس تحفظ ختم نبوت کے ممبر بن جاؤ۔ یہ چار آنہ کی ٹکٹ جو بعد میں فیس ممبری مبلغ ایک روپیہ ہو گئی تھی حاصل کر کے میرے نانا نبی اکرم صلعم کی شفاعت کے حقدار بن جاؤ‘ میں گواہ ہوں کہ اگر آپ اپنی جان ومال کے نذرانے کے ساتھ مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستگی اختیار کر کے مرزائیوں کی سرکوبی کریں گے تو دن قیامت میں نبی کریم صلعم کی شفاعت کا ذمہ لیتا ہوں۔ یہ چار آنہ کی ٹکٹ جنت کی ٹکٹ ہے۔"

میرے محترم بھائیو! کبھی ہم نے اپنا محاسبہ کیا ہے‘ کبھی ہم نے سوچا ہے کہ ہم سب کو اللہ تعالیٰ کے حضور ایک نہ ایک دن پیش ہونا ہے‘ اس دن ہماری جان نہ چھوٹے گی۔ حیف ہے صد حیف‘ یہ بات ہم سب مسلمانوں کے لئے باعث شرم ہے کہ ہم تینوں وقت سیر ہو کر کھاتے ہیں اور رب العالمین کا شکر ادا نہیں کرتے۔ جس ذات سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں زندگی‘ صحت اور ہر نعمت سے نوازا ہے۔ جبکہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو کئی روز کے فاقے ہوتے۔ مگر حق کا ساتھ دیا کلمہ حق بلند کرنے‘ منکرین رسالت صلعم و منکرین زکوۃ اور تخت و تاج ختم نبوت کے ڈاکوؤں‘ زندیقوں‘ کذابوں کے خلاف جہاد کر کے یہ بات ثابت کردی کہ نبی کریم صلعم آخری نبی ہیں۔ یہ دین اسلام کامل واکمل ہے یہ کتاب قرآن مجید آخری آسمانی کتاب ہے جو کہ قیامت تک کے انسانوں کے لئے رشد وہدایت کا منشور اور دستور عمل ہے۔ اب نہ کوئی نبی آسکتا ہے نہ کوئی شریعت‘ نہ کوئی کتاب اور نہ کوئی نئی امت۔ بلکہ دین مکمل ہو گیا۔ رشد وہدایت کا آخری پیغام (جو تمام ادیان سابقہ کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے) قرآن مجید نبی آخرین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ (فدائی وابی) کے ذریعہ تمام انسانوں کے لئے پہنچ گیا اور تمام ادیان سابقہ منسوخ ہو گئے ۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی واضح کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں ابتدا میں یعنی سورۃ البقرہ میں واضح طور پر فرمادیا۔ جس کا مفہوم اس طرح سے ہے کہ "اور جو لوگ ایمان لائے اس کتاب یعنی قرآن پر جو نازل فرمائی نبی صلعم پر اور وہ جو نازل ہوئی اس سے قبل (سابقہ انبیاؑ والمرسلین پر) اور یقین رکھتے ہیں روز محشر پر‘ یہی لوگ اپنے رب سے ہدایت پانے والے اور فلاح پانے والے ہیں۔" یہ نص قطعی ہے صاف طرح سورۃ احزاب میں فرمایا کہ "نہیں ہیں محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام انبیاؑ پر ختم ہیں۔" یعنی اجرائے نبوت پر مہر ہیں۔ کیونکہ اب سلسلہ نبوت ختم ہو گیا‘ نبی اکرم صلعم کا ارشاد ہے کہ "میں تخلیق میں اول اور بعثت میں آخر پر ہوں" پھر اس پر بس نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حجۃ الوداع کے موقع پر یہ وحی نازل فرمائی کہ "آج کے دن ہم نے دین کو مکمل کر دیا‘ اپنی نعمت (اپنے بندوں) پر تمام کر دی اور اللہ تعالیٰ راضی ہوا دین اسلام پر" کون دین۔ دین اسلام جو کہ عالمگیر دین ہے۔ ان ارشادات باری تعالیٰ کے مطابق نبی کریم صلعم آخری نبی ہیں اور تاج ختم نبوت آپ صلعم کے سر پر سجایا گیا۔ اب جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ دجال و کذاب و مرتد ہے۔ فرمان نبوی کا مفہوم ہے کہ "میں قصر نبوت کی آخری اینٹ ہوں‘ نہ میرے بعد کوئی نبی‘ نہ کوئی شریعت اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہوگی۔" اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلعم کے بارے میں فرمایا کہ "نہیں بھیجا‘ مگر تمام جہاں کے لئے رحمت بنا کر" میرے محترم بھائیو! جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات رب العالمین ہے اسی طرح نبی کریم صلعم رحمت للعالمین ہیں۔ کیوں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام مخلوق جن وانس بلکہ تمام ذی روح کے لئے نبی بنا کر بھیجا تاکہ رشد وہدایت کا نور عالم اطراف مشرق ومغرب شمال وجنوب تک ہر ہر مخلوق تک پہنچ جائے۔ انبیاؑ سابقین اپنی اپنی قوم۔ اپنے اپنے علاقہ اور بعض انبیاؑ اس وقت کے نبی اور رسول کی اعانت کے لئے بھیجے گئے اور سابقہ کتب سماویہ کی طرح قرآن مجید میں کہیں بھی آگے کسی نبی کی آمد یا نئے دین سے متعلق کوئی پیش گوئی نہیں کی گئی اور نہ ہی رسول اللہ صلعم کی حدیث مبارکہ سے ثابت ہے بلکہ حضور نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے کہ "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے مگر میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

اس لئے ہم سب مسلمانوں پر بالعموم اور حضرات علماؑ کرام پر بالخصوص یہ لازم آتا ہے کہ دین اسلام کی ترویج وترقی‘ مرزائیوں اور فتنہ ارتداد کی سرکوبی‘ پاکستان کو اسلامی وفلاحی مملکت بنانے‘ آئین شریعت کے اجراؑ‘ تاج وتخت ختم نبوت کے ڈاکوؤں‘ کذابوں دجالوں اور ناموس حضرات صحابہ

کرام' اہلبیت وازواج مطہرات کی شان میں سب و ستم کرنے یا ہرزہ سرائی کرنے والوں کے خلاف جہاد کریں' اس سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے مبلغین حضرات واراکین کے ساتھ ہر طرح سے تعاون کریں اور فتنہ ارتدادی کی سرکوبی کے لئے ہر قسم کی مالی' جانی و عملی قربانی دیں۔ تاکہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہوجائیں اور نبی اکرم صلعم کے روبرو شرمندگی نہ اٹھانی پڑے اور اللہ تعالیٰ کے غیض و غضب سے بچ کر نبی کریم صلعم کی شفاعت کے ساتھ جنت میں جانے والے بن جائیں۔ اگر آج ہم یہ عہد کرلیں کہ ہم سب مل کر پاکستان کو اندرونی و بیرونی خلفشار سے بچانے' اس ملک عزیز کے دفاع اور اس میں اسلامی شریعت کے نفاذ کی کوشش کریں گے تو انشاءاللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی وکامرانی سے ہمکنار کریں گے اور پھر وہ دن دور نہیں کہ مرزائی' بہائی' ذکری' گوہر شاہی وغیرہ جیسے تمام فتنے اپنی موت آپ مرجائیں گے مگر شرط قربانی کی ہے۔ جس کے لئے ہمیں کمربستہ ہوجانا چاہئے۔ فقیر اس مضمون کی وساطت سے حکومت وقت خاص طور پر جناب میاں محمد نواز شریف صاحب' وزیراعظم پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے اور اپیل کرتا ہے کہ جیسے آپ نے آئین میں موجود اسمبلیاں معطل کرنے کے صدر مملکت کے اختیارات کو ختم کرنے کی ترمیم اور بیک جنبش قلم جمعہ کی تعطیل ختم کرکے اتوار کو ہفتہ وار تعطیل کی کوشش فرمائی اور باضابطہ اعلان فرمایا۔ اسی طرح ملک کی فلاح وبہبود' اسلام کی ترویج و ترقی' حدود آرڈی نینس' قانون شہادت و قانون وراثت وغیرہ کے باضابطہ اجرا اور جمعۃ المبارک کی تعطیل بحال کرنے کے لئے ہر دو ایوانوں سے ضابطہ قانون منظور کرانے کے لئے

باقی صفحہ ۲۵ پر

شہنشاہ ارض وسما کی بادشاہی کا اعلان

اسلام کی دعوت شرک کی تردید اور توحید کی تعلیم سے شروع ہوئی اور اس کے بعد شرائع اور احکام آہستہ آہستہ بڑھتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی' طاعات اور عبادات کی دعوت' فرائض و حقوق کی ادائی' قلوب و نفوس کی صفائی اور اخلاق کی برتری اور برگزیدگی کی تعلیم و تربیت تدریج کے ساتھ تکمیل کو پہنچتی گئی ساتھ ہی ساتھ سلطنت کا نظام خود بخود بنتا گیا اور وہ بھی تکمیل کو پہنچ گیا۔ اس موقع پر ایک شبہ کا ازالہ ضروری ہے۔

اسلام کے سارے دفتر میں ایک حرف بھی ایسا موجود نہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ قیام سلطنت اس دعوت کا اصل مقصد تھا' اور عقائد و ایمان' شرائع واحکام اور حقوق و فرائض اس کے لئے بمنزلہ تمہید تھے' بلکہ جو کچھ ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ شرائع و حقوق و فرائض ہی اصل مطلوب ہیں اور ایک حکومت صالحہ کا قیام' ان کے لئے وجہ اطمینان اور سکون خاطر کا باعث ہے۔ تاکہ وہ احکام الٰہی کی تعمیل بآسانی کر سکیں۔

دنیا میں جو سلطنتیں قائم ہوئیں یا ہوتی ہیں' ان کا عام قاعدہ یہ ہے کہ ایک فاتح ایک گروہ کو لے کر اٹھتا ہے اور لاکھوں کو تہ تیغ کرکے اپنی طاقت و قوت سے سارے جتھوں کو توڑ کر ہزاروں گھروں کو ویران کرکے سب کو زیر کرکے اپنی سرداری اور بادشاہی کا اعلان کر دیتا ہے' اور ان تمام خونریزیوں کا مقصد یا تو شخصی سرداری یا خاندانی برتری یا قومی عظمت ہوتی ہے' مگر اسلامی جنگ وجہاد اور اسلامی نظام سلطنت کی جدوجہد میں ان میں سے کوئی چیز بھی مطمع نظر نہ تھی' نہ رسول اکرم ﷺ کی شخصی سرداری' نہ خاندان قریش کی بادشاہی' نہ عربی سلطنت' نہ دنیا کی مالی حرص وہوس' بلکہ اس کا ایک ہی مقصد تھا صرف ایک شہنشاہ ارض وسما کی بادشاہی کا اعلان اور ایک فرمان الٰہی کے آگے سارے بندگان الٰہی کی سرافگندگی۔

(ماخوذ از ﴿سیرۃ النبی﴾ جلد ہفتم ص ۲۶ و ص ۲۹)

مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا نذیر احمد تونسوی

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

شب معراج بارگاہ لامکاں میں آپ کو وہاں تک رسائی حاصل ہوئی جہاں تک کسی فرزند آدم کا قدم اس سے قبل نہیں پہنچا تھا

قسط نمبر ۲

بیت المقدس اور امامت انبیأ :

الغرض آنحضرت ﷺ بڑی شان و شوکت سے بیت المقدس پہنچے اور براق سے اترے اور براق کو اس حلقہ سے باندھ دیا' جس سے انبیأ کرام علیہم السلام اپنی سواریوں کو باندھتے تھے۔ بعد ازاں آنحضرت ﷺ مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی اور حضرات انبیأ کرام آپ کے استقبال کے لئے پہلے سے مسجد اقصیٰ میں موجود تھے' پھر ایک موذن نے اذان دی اور پھر اقامت کہی تمام انبیأ کرام صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ اس انتظار میں تھے کہ کون امامت کرے ؟ جبرائیل امین نے آنحضرت ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھایا۔ آنحضرت ﷺ نے سب کو نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہو گئے تو جبرائیل امین نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ ﷺ نے کن لوگوں کو نماز پڑھائی ؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ جبرائیل نے کہا جتنے نبی مبعوث ہوئے سب نے آج آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ بعد ازاں آپ نے تمام انبیأ کرام سے ملاقات کی' سب نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے ہوئے اپنا اپنا تعارف کرایا' سب سے آخر میں آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے ہوئے یوں اپنا تعارف کرایا ؟ حمد ہے اس پاک ذات کی' جس نے مجھ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور تمام عالم کے لئے بشیر و نذیر بنایا اور مجھ پر قرآن کریم اتارا' جس میں تمام امور دینیہ کو بیان کیا ہے اور میری امت کو بہترین امت بنایا ہے اور میرے سینہ کو کھولا اور میرے ذکر کو بلند کیا' مجھ کو فاتح اور خاتم بنایا۔ یعنی وجود قطعی اور روحانی میں سب سے اول اور بعثت اور ظہور جسمانی میں سب سے آخری نبیؐ بنایا۔ آنحضرت ﷺ جب خطبہ تحمید سے فارغ ہوئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام انبیأ کرام سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا بھذا افضلکم محمد صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی انہی فضائل و کمالات کی وجہ سے محمد ﷺ تم سب سے بڑھ گئے۔) جب آپ ﷺ مسجد سے باہر تشریف لائے تو تین پیالے آپ کے سامنے پیش کئے گئے۔ ایک پانی کا' ایک دودھ کا اور ایک شراب کا۔ آپ ﷺ نے دودھ کا پیالہ اختیار فرمایا۔ جبرائیل امین نے کہا کہ آپ نے دین فطرت کو اختیار کیا ہے' اگر آپ شراب کو اختیار کرتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔ اگر پانی کو اختیار کرتے تو آپ کی امت غرق ہو جاتی۔ بعض روایات میں شہد کے پیالے کا بھی تذکرہ آتا ہے۔

عروج سمٰوٰت :

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے جبرائیل امین اور دیگر ملائکہ مکرمین کی معیت میں آسمانوں کی طرف عروج و صعود فرمایا۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ حسب سابق براق پر سوار ہو کر آسمان پر بلند ہوئے اور بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسجد اقصیٰ سے تشریف لانے کے بعد جنت سے لائی گئی ایک سیڑھی کے ذریعہ آپ نے آسمان کی طرف صعود فرمایا۔ اور دائیں بائیں جانب ملائکہ آپ ﷺ کے جلوس میں تھے۔ آپ ﷺ آسمان اول پر پہنچے جبرائیل امین نے دروازہ کھلوایا آسمان دنیا کے دربان نے دریافت کیا' تمہارے ساتھ کون ہے ؟ جبرائیل نے کہا محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ فرشتے نے دریافت کیا' کیا ان کو بلانے کا پیغام بھیجا گیا ہے ؟ جبرائیل نے کہا ہاں۔ فرشتے نے یہ سن کر مرحبا کہا اور دروازہ کھول دیا۔ آپ ﷺ آسمان اول میں داخل ہوئے اور ایک نہایت بزرگ آدمی کو دیکھا۔ جبرائیل نے کہا کہ یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام کیجئے آپ نے سلام کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے سلام کا جواب دیا اور کہا مرحبا فرزند صالح اور نبی صالح کو اور آپ کے لئے دعا خیر کی۔ اور اس وقت آنحضرت ﷺ نے دیکھا کہ کچھ صورتیں آدم علیہ السلام کے دائیں طرف ہیں اور کچھ صورتیں بائیں جانب ہیں۔ جب دائیں طرف نظر ڈالتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ہنستے ہیں اور جب بائیں طرف نظر ڈالتے ہیں تو روتے ہیں۔ حضرت جبرائیل نے بتایا دائیں جانب ان کی نیک اولاد کی صورتیں ہیں یہ اصحاب یمین اور اہل جنت ہیں' اس لئے ان کو دیکھ کر حضرت آدم علیہ السلام خوش ہوتے ہیں اور بائیں جانب اولاد بد کی صورتیں ہیں۔ یہ اصحاب شمال اور اہل نار ہیں ان کو دیکھ کر روتے ہیں۔ پھر

آپ ﷺ دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے اور اسی طرح جبرائیل امین نے دروازہ کھلوایا۔ جو فرشتہ وہاں کا دربان تھا اس نے دریافت کیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرائیل نے کہا محمد ﷺ ہیں۔ اس فرشتہ نے کہا کیا بلائے گئے ہیں؟ جبرائیل نے کہا ہاں۔ فرشتہ نے کہا مرحبا ہو اچھا آقا آئے۔ یہاں آپ ﷺ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا ان کو سلام کیجئے۔ آپ ﷺ نے سلام کیا۔ ان دونوں حضرات نے سلام کا جواب دیا' مرحبا ہو برادر صالح اور نبی صالح کو۔ بعد ازاں آپ ﷺ تیسرے آسمان پر تشریف لے گئے اور جبرائیل نے اسی طرح دروازہ کھلوایا۔ وہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور اسی طرح سلام و کلام ہوا۔ آپ نے فرمایا یوسف علیہ السلام کو حسن و جمال کا ایک بہت بڑا حصہ عطا کیا گیا ہے۔ پھر چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ پھر پانچویں آسمان پر تشریف لے گئے' وہاں حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ پھر آپ ﷺ چھٹے آسمان پر تشریف لے گئے' وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ پھر آپ ﷺ ساتویں آسمان پر تشریف لے گئے' وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور یہ دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت معمور سے پشت لگائے بیٹھے ہیں۔ بیت المعمور فرشتوں کا قبلہ ہے۔ جو ٹھیک خانہ کعبہ کے مقابلہ میں ہے۔ روزانہ ستر ہزار فرشتے اس کا طواف کرتے ہیں اور پھر ان کا نمبر نہیں آتا۔ جبرائیل نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کے باپ ہیں انہیں سلام کیجئے۔ آپ ﷺ نے سلام کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا فرزند صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو۔

سدرۃ المنتہیٰ:

بعد ازاں آپ کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا' جو ساتویں آسمان پر ایک بیری کا درخت ہے۔ زمین سے جو چیز اوپر جاتی ہے وہ سدرۃ المنتہیٰ پر جاکر منتہی ہو جاتی ہے اور پھر اوپر اٹھائی جاتی ہے اور ملاءِ اعلیٰ سے جو چیز اترتی ہے وہ سدرۃ المنتہیٰ پر آکر ٹھہر جاتی ہے۔ پھر نیچے اترتی ہے اس لئے اس کا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ اسی مقام پر حضور اکرم ﷺ نے جبرائیل امین کو اصل صورت میں دیکھا۔ اور حق جل شانہ کی عجیب و غریب انوار و تجلیات کا مشاہدہ کیا اور بے شمار فرشتے اور سونے کے پتنگے اور پروانے دیکھے جو سدرۃ المنتہیٰ کو گھیرے ہوئے تھے۔

مشاہدۂ جنت:

جنت چونکہ سدرۃ المنتہیٰ کے قریب ہی ہے جیسا کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ "عند سدرۃ المنتہیٰ عندھا جنۃ الماویٰ" اس لئے ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ بیت معمور میں نماز پڑھنے کے بعد۔ سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کئے گئے۔ اور بعد ازاں جنت کی طرف بلند کئے گئے اور جنت کی سیر کے بعد جہنم آپ کے سامنے لاکر آپ کو دکھلائی گئی۔ بعد ازاں پھر آپ کو عروج ہوا اور ایسے بلند مقام پر پہنچے' جہاں حریف الاقلام کو سنتے تھے۔ لکھنے کے وقت قلم کی جو آواز پیدا ہوتی ہے اس کو حریف الاقلام کہتے ہیں۔ اس مقام پر قضا و قدر کے قلم مشغول کتابت تھے۔ ملائکہ امور الٰہیہ کی کتابت اور احکام خداوندی کی لوح محفوظ سے نقل کر رہے تھے۔ یہاں سے چل کر حجابات طے کرتے ہوئے' آپ ﷺ بارگاہ قدس میں پہنچے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کی سواری کے لئے ایک رفرف (یعنی ایک سبز مخملی مسند) آئی اس پر آپ ﷺ سوار ہوئے اور بارگاہ "دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ" میں پہنچے۔ اور نور السمٰوت والارض کے جمال بے مثال کو حجاب کبریائی کے پیچھے دیکھا اور بلاواسطہ کلام خداوندی اور وحی ایزدی سے مشرف اور سرفراز ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے کلام فرمایا اور پچاس نمازیں آپ ﷺ پر اور آپ کی امت پر فرض فرمائیں۔ احادیث کی روشنی سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس وقت تین تحفے عنایت فرمائے۔

(۱) نمازیں'

(۲) خواتیم سورۃ البقرہ یعنی سورۃ البقرہ کی آخری آیتوں کا مضمون عطا کیا گیا۔ جن میں اس امت پر حق تعالیٰ کی کمال رحمت اور لطف و عنایت' تخفیف و سہولت اور عفو و مغفرت اور کافروں کے مقابلہ میں فتح و نصرت کا مضمون ہے۔ جن کی بہ رنگ دعا اس امت کو تعلیم و تلقین کی گئی ہے اور اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ سورۃ البقرہ کے آخیر میں جو دعائیں تم کو تلقین کی گئی ہیں وہ ہم سے مانگو' ہم تمہاری یہ تمام دعائیں اور درخواستیں قبول کریں گے۔

(۳) اور تیسرا تحفہ یہ عنایت فرمایا کہ آپ ﷺ کی امت میں جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اس کو ضرور جنت دیں گے۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے اثنائے کلام میں نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ میں نے تجھ کو اپنا خلیل بنایا اور حبیب بنایا اور تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا اور تیرا سینہ کھولا اور تیرا بوجھ اتارا اور تیری شان کو بلند کیا۔

میری توحید کے ساتھ تیری عبدیت کا بھی ذکر کیا جاتا ہے اور تیری امت کو خیر الامم اور متوسط اور عادلہ بنایا۔ فضیلت و شرف کے لحاظ سے اولین اور ظہور اور وجود کے اعتبار سے آخرین بنایا۔ اور آپ کی امت میں سے کچھ ایسے لوگ بنائے جن کے دلوں اور سینوں پر اللہ تعالیٰ کا کلام لکھا ہوا ہو گا۔ اور آپ کو وجود نورانی اور روحانی کے اعتبار سے اول النبیین اور بعثت کے اعتبار سے آخر النبیین بنایا اور آپ کو سورۃ فاتحہ اور خواتیم سورۃ البقرہ عطا کئے جو آپ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہیں کئے اور آپ کو حوض کوثر عطا کی۔ اور آٹھ چیزیں خاص طور پر آپ کی امت کو دیں۔ اسلام اور مسلمان کا لقب ہجرت اور جہاد نماز اور صدقہ اور صوم رمضان اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور آپ کو فاتح اور خاتم بنایا۔ یعنی خاتم الانبیاء اور آخر الانبیاء بنایا۔ الغرض حق تعالیٰ شانہ نے اس مقام قرب میں حضور اکرم ﷺ کو گوناگوں الطاف و عنایات سے نوازا اور طرح طرح کے بشارات سے مسرور کیا۔ اور خاص خاص احکام و ہدایات دیئے سب سے اہم یہ تھا کہ آپ کو اور آپ کی امت کو پچاس نمازوں کا حکم ہوا۔ آنحضرت ﷺ یہ تمام احکام و ہدایت لے کر بصد ہزار مسرت کے ساتھ واپس ہوئے۔ اس مقدس سفر سے واپسی کے دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے دریافت کیا کہ بارگاہ رب العزت سے کیا حکم ملا ہے' آپ ﷺ نے فرمایا کہ دن رات میں پچاس نمازوں کا حکم ملا ہے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں بنی اسرائیل کا خوب تجربہ کر چکا ہوں۔ آپ کی امت ضعیف اور کمزور ہے۔

وہ اس فریضہ کو انجام نہیں دے سکے گی۔ اس لئے آپ ﷺ اپنے پروردگار کے پاس واپس جائیں اور اپنی امت کے لئے نمازوں میں تخفیف کی درخواست کریں۔ آنحضرت ﷺ واپس بارگاہ رب العزت میں تشریف لے گئے اور نمازوں میں تخفیف کی درخواست کی۔ حق تعالیٰ نے پانچ نمازیں کم کر دیں۔ پھر آپ ﷺ جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انہوں نے پھر یہی کہا۔ آپ ﷺ پھر گئے اور تخفیف کی درخواست کی۔ متعدد مرتبہ جانے کے بعد جب پانچ نمازیں رہ گئیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے واپس جا کر اس میں بھی تخفیف کرانے کا مشورہ دیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بار بار درخواست کرنے کے بعد اب مجھے جاتے ہوئے شرم آتی ہے آپ موسیٰ علیہ السلام کو یہ جواب دے کر روانہ ہوئے تو غیب سے آواز آئی یہ پانچ ہیں مگر پچاس کے برابر ہیں۔ یعنی ثواب میں پچاس ہیں اور میرے قول میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی یعنی میرے علم میں اسی طرح متعین اور طے شدہ تھا کہ اصل فرض پانچ نمازیں ہیں اور پچاس سے پانچ تک بتدریج و ترتیب کسی مصلحت اور حکمت کی بنا پر اختیار کی گئی جیسے طبیب کے معالجہ میں ترتیب و تدریج حکمت اور مصلحت پر مبنی ہوتی ہے اور مریض اپنی لاعلمی کی وجہ سے اس کو تغیر و تبدل سمجھتا ہے۔ (واللہ اعلم)

الغرض آپ ﷺ آسمانوں سے واپس بیت المقدس تشریف لائے اور وہاں سے براق پر سوار ہو کر صبح سے قبل مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ صبح کے بعد آپ ﷺ نے یہ واقعہ قریش کے سامنے بیان کیا۔ قریش سن کر حیران ہو گئے۔ کسی نے تعجب سے سر پہ ہاتھ رکھ لیا اور کسی نے تالیاں بجائیں اور ازراہ تعجب یہ کہنے لگے کہ ایک ہی رات میں بیت المقدس جا کر واپس آ گئے۔ چنانچہ ان میں جو لوگ بیت المقدس کو دیکھ چکے تھے۔ انہوں نے بطور امتحان بیت المقدس کی علامتیں دریافت کرنا شروع کر دیں آپ ﷺ نے فرمایا کافروں کے اس سوال سے مجھے بہت کوفت ہوئی۔ لیکن میں پریشان ہوا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میری نظروں کے سامنے کر دیا۔ کفار سوالات کرتے گئے اور میں بیت المقدس کو دیکھ کر کفار کے سوالات کا جواب دیتا گیا۔ حتیٰ کہ جب کوئی بات پوچھنے سے باقی نہ رہی تو یہ کہا اچھا اب کوئی راستے کا واقعہ بتلاؤ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ راستہ میں فلاں جگہ مجھ کو اہل مکہ کا تجارتی قافلہ ملا جو شام سے واپس آ رہا ہے۔ اس کا ایک اونٹ گم ہو گیا تھا۔ جو بعد میں مل گیا ہے انشاء اللہ تیسرے دن غروب آفتاب سے قبل یہ قافلہ مکہ مکرمہ پہنچ جائے گا۔ اور ایک خاکستری رنگ کا اونٹ سب سے آگے تھا۔ جس پر دو بورے لدے ہوئے تھے۔ چنانچہ تیسرے دن اسی شان سے وہ قافلہ مکہ میں داخل ہوا اور اہل قافلہ نے اونٹ کے گم ہونے کا واقعہ بھی بیان کیا۔ ولید بن مغیرہ نے یہ سن کر اور دیکھ کر یہ کہا کہ یہ جادو ہے اور کفار نے کہا کہ ولید سچ کہتا ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا صدق ظاہر فرمایا اور قریش نے آپ کا صدق آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اور کانوں سے سن لیا مگر اپنی اسی تکذیب اور عناد پر تلے رہے اور مقابلے پر ڈٹے رہے۔ اسی موقع پر کچھ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ تمہارے دوست محمد ﷺ یہ کہتے ہیں کہ میں آج رات بیت المقدس گیا تھا اور آسمانوں کی سیر کی اور صبح سے قبل واپس مکہ بھی آ گیا۔ کیا تم اس کی بھی تصدیق کرو گے؟ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ اگر حضور اکرم ﷺ نے یہ فرمایا ہے' تو بالکل سچ فرمایا

ہے۔ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور میں تو اس سے بھی بڑھ کر آپ ﷺ کی بیان کردہ آسمانی خبروں کی صبح وشام تصدیق کرتا رہتا ہوں۔ چنانچہ علماؒ لکھتے ہیں اسی روز سے حضرت ابوبکرؓ کا لقب "صدیق" ہوگیا۔

واقعہ معراج کے لطائف و معارف اور اسرار و حکم:

(۱) اللہ تعالیٰ نے اس سفر کو "سبحان الذی" سے اس لئے شروع فرمایا ہے کہ کوئی کوتاہ نظر اور تاریک خیال اس کو ناممکن اور محال نہ سمجھے اللہ تعالیٰ ہر قسم کے ضعف اور عجز سے پاک اور منزہ ہے ہماری محدود اور ناقص عقلیں کسی شئے کو کتنا ہی عجیب وغریب سمجھیں۔ مگر خدا کی لامحدود قدرت اور مشیت کے سامنے کوئی مشکل نہیں اور اس طرف بھی اشارہ ہے کہ واقعہ معراج کوئی معمولی واقعہ نہیں بلکہ ایک عظیم الشان معجزہ ہے جو آپ ﷺ کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں ہوا اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے آنحضرت ﷺ کو حالت بیداری اسی جسم اطہر کے ساتھ آسمانوں کی سیر کرائی تمام صحابہ کرامؓ تابعینؒ اور سلف صالحین کا یہی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اسی جسد اطہر کے ساتھ حالت بیداری معراج ہوئی۔ اگر کوئی خواب یا کشف ہوتا تو مشرکین مکہ اس قدر تمسخر اور استہزاء نہ کرتے اور نہ بیت المقدس کی علامتیں آپ ﷺ سے پوچھتے کیونکہ خواب دیکھنے والے سے نہ کوئی علامت پوچھتا ہے نہ کوئی اس کا مذاق اڑاتا ہے اور پھر لفظ اسریٰ خواب اور کشف کے لئے ہرگز استعمال نہیں ہوتا بلکہ حالت بیداری کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ پھر اگر یہ کوئی خواب ہوتا تو یہ واقعہ آنحضرت ﷺ کے معجزات میں شمار نہ ہوتا۔ کیونکہ خواب میں تو کوئی بھی آدمی حتیٰ کہ غیر مسلم تک بھی (آسمانوں کی سیر) کر سکتا ہے اور پھر ہمارے نبی کریم ﷺ کو دوسرے انبیاؑ کرام علیہم السلام پر جو فضیلت ہے ان میں دو باتیں خاص طور پر باعث فضیلت ہیں۔ دنیا میں معراج اور آخرت میں شفاعت اور محض خواب ایسی فضیلت عظمیٰ کا سبب نہیں ہو سکتا اور علماؒ کرام نے یہ بھی لکھا ہے اگر یہ دونوں فضیلتیں اور یہ دونوں دولتیں آپ ﷺ کو تواضع یعنی (عاجزی) کی بدولت حاصل ہوئی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے حق تعالیٰ کے ساتھ تواضع کی دولت معراج پائی اور مخلوق خدا کے ساتھ تواضع کی تو دولت شفاعت نصیب ہوئی۔

(۲) حق تعالیٰ نے اس مقام پر آنحضرت ﷺ کی شان نبوت و رسالت کی بجائے شان عبدیت کو ذکر فرمایا ہے یعنی اسریٰ بعبدہ فرمایا ہے۔ "اسریٰ بنبیہ ورسولہ" نہیں فرمایا اس لئے کہ سیر الی اللہ کے لئے وصف عبدیت ہی مناسب ہے بندہ سب کو چھوڑ کر اپنے آقا کی طرف جا رہا ہے اور نبوت و رسالت کے معنی خدا کی طرف سے بندوں کی طرف آنے کے ہیں اس لئے وصف نبوت و رسالت کی بجائے وصف عبدیت کو ذکر کرنا مناسب تھا۔ ویسے تو سارے بندے ہیں لیکن کسی نے کیا خوب کہا کہ ۔

"عبدہ دیگر عبدہ چیزے دیگر" اور عبدہ کا لفظ اس لئے بھی اختیار فرمایا کہ کہیں ناقص العقل لوگ نصاریٰ کی طرح آنحضرت ﷺ کے معراج آسمانی کی وجہ سے خدا نہ خیال کر بیٹھیں۔

امام رازیؒ اپنے والد ماجد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم سلیمان انصاری کو یہ کہتے سنا کہ شب معراج میں حق تعالیٰ شانہ نے آنحضرت ﷺ سے دریافت فرمایا کہ آپ کو کونسا لقب اور کونسی صفت سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ صفت عبدیت 'تیرا بندہ ہونا مجھ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اس لئے جب یہ سورۃ نازل ہوئی تو اسی پسند کردہ لقب کے ساتھ نازل ہوئی۔

(۳) مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے جانے میں شاید یہ حکمت ہو کہ مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ دونوں قبلوں کے انوار وبرکات اور حضرات انبیاؑ بنی اسرائیل کے فضائل و کمالات۔ حضور اکرم ﷺ کی شان میں جمع کردیئے جائیں اور اس طرف بھی اشارہ ہو جائے کہ عنقریب ہی بنی اسرائیل کا قبلہ بنی اسماعیل کے قبضہ میں دے دیا جائے گا اور امت محمدیہ دونوں قبلوں یعنی مسجد اقصیٰ اور کعبۃ اللہ کے انوار و برکات کی حامل ہوگی اور حضرات انبیاؑ و مرسلین اور ملائکہ مکرمین حضور اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرنا آنحضرت ﷺ کی سیادت و امامت انبیاؑ کا نمونہ دکھلانے کے لئے تھا کہ مقربین بارگاہ خداوندی اپنی آنکھوں سے آپ ﷺ کی سیادت و امامت کا مشاہدہ کرلیں۔

(۴) جبرائیل امین کا بجائے دروازے کے چھت کھول کر آنا۔ شق صدر کی طرف اشارہ تھا کہ اسی طرح آپ ﷺ کا سینہ کھولا جائے گا اور پھر عنقریب ہی اس کو سی دیا جائے گا۔

(۵) آسمانوں میں مخصوص انبیاؑ کرام کو آنحضرت ﷺ کی ملاقات کے لئے خاص کرنے میں ان کے خاص حالات کی طرف اشارہ تھا۔ جو آنحضرت ﷺ کو بعد میں وقتاً فوقتاً پیش آئے جیسا کہ علماؒ تعبیر کا قول ہے کہ جس نبی کو خواب میں دیکھے اس کی تعبیر یہ ہوگی کہ اس جیسے حالات اس کو پیش آئیں گے۔ چنانچہ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی چونکہ آدم علیہ السلام

اول الانبیاؑ ہیں اور اول الآبا ہیں اس لئے سب سے قبل ان سے ملاقات کرائی گئی اور اس ملاقات میں ہجرت کی طرف اشارہ تھا کہ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام نے ایک دشمن کی وجہ سے آسمان اور جنت سے زمین کی طرف ہجرت فرمائی۔ اسی طرح آپ بھی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائیں گے اور حضرت آدم علیہ السلام کی طرح آپ کو وطن مالوف کی مفارقت طبعاً شاق ہوگی۔ دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمام انبیاؑ میں عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ سب سے زیادہ قریب ہوں' میرے اور ان کے درمیان میں کوئی نبی نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب آسمان سے اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور امت محمدیہ میں ایک مجدد ہونے کی حیثیت سے شریعت محمدیہ کو جاری فرمائیں گے اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام اولین اور آخرین کو لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے شفاعت کبریٰ کی درخواست کریں گے۔ ان وجوہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کرائی گئی اور حضرت یحییٰ علیہ السلام سے معیت کی وجہ محض قرابت نسبی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ دونوں خلیرے بھائی ہیں۔ اس ملاقات میں یہود کی تکالیف اور ایذا رسانیوں کی طرف اشارہ تھا کہ یہود آپ کے درپے آزار ہوں گے۔ اور آپ کے قتل کے لئے طرح طرح کے مکر اور حیلے کریں گے۔ مگر جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کے شر سے محفوظ رکھا اسی طرح اللہ تعالیٰ آپ کو بھی یہود کے شر سے محفوظ فرمائے گا۔ تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اس ملاقات میں اس طرف اشارہ تھا کہ یوسف علیہ السلام کی طرح آپ ﷺ بھی اپنے بھائیوں سے تکلیف اٹھائیں گے اور بالآخر آپ ﷺ ان پر غالب آئیں گے اور ان سے درگزر فرمائیں گے۔ چنانچہ فتح مکہ کے دن آپ ﷺ نے بالکل وہی فرمایا جو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا لا تثریب علیکم الیوم نیز امت محمدیہ جب جنت میں داخل ہوگی تو یوسف علیہ السلام کی شکل پر ہوگی اور چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات میں اس طرف اشارہ تھا کہ آپ ﷺ سلاطین کو دعوت اسلام کے خطوط روانہ فرمائیں گے کیونکہ اور کتابت کے اول موجد حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔ نیز حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید میں ورفعنہ مکانا علیا آیا ہے تو ان کی ملاقات میں اس طرف بھی اشارہ تھا کہ آپ ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ رفعت منزلت اور علو مرتبت عطا فرمائے گا۔ چنانچہ جب آپ ﷺ نے شاہ روم کے نام والا نامہ تحریر فرمایا تو شاہ روم مرعوب ہوگیا۔ پانچویں آسمان پہ حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات میں اس طرف اشارہ تھا کہ جس طرح سامری اور گوسالہ پرستوں نے حضرت ہارون علیہ السلام کے ارشاد پر عمل نہ کیا' جس کا انجام یہ ہوا کہ اس ارتداد کی سزا پہ قتل کئے گئے۔ اسی طرح جنگ بدر میں قریش کے ستر آدمی قتل کئے گئے اور ستر قید کئے گئے اور عرنین کو مرتد ہونے کی وجہ سے قتل کیا گیا۔ چھٹے آسمان پہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات میں اس طرف اشارہ تھا کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام ملک شام میں جبارین سے جہاد اور قتال کے لئے گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح دی۔ اسی طرح آپ ﷺ بھی ملک شام میں جہاد اور قتال کے لئے داخل ہوں گے۔ چنانچہ آپ ﷺ شام میں غزوۂ تبوک کے لئے تشریف لے گئے اور دومتہ الجندل کے رئیس نے جزیہ دے کر صلح کی درخواست کی آپ ﷺ نے اس کی صلح کی درخواست منظور فرمائی اور جس طرح ملک شام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت یوشعؑ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کے ہاتھ پر پورا ملک شام فتح ہوا اور اسلام کے زیر نگیں آیا۔ ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیت معمور سے پشت لگائے بیٹھے ہیں۔ بیت معمور ساتویں آسمان میں ایک مسجد کی شکل میں فرشتوں کا کعبہ ہے جو خانہ کعبہ کی بالکل سیدھ میں واقع ہے' ستر ہزار فرشتے روزانہ اس کا طواف کرتے ہیں۔ چونکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ بانی کعبۃ اللہ ہیں۔ اس لئے ان کو یہ مقام عطا ہوا اس آخری ملاقات میں حجۃ الوداع کی طرف اشارہ تھا کہ آنحضرت ﷺ وفات سے قبل حج بیت اللہ کریں گے اور علماؑ تعبیر کے نزدیک خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت حج کی بشارت ہے۔ علماؑ کہتے ہیں کہ یہاں تک سات معراجیں ہوئیں۔ آٹھویں معراج سدرۃ المنتہیٰ تک ہوئی اس میں فتح مکہ کی طرف اشارہ تھا۔ جو ۸ ہجری میں فتح ہوا اور نویں معراج سدرۃ المنتہیٰ سے مقام صریف الاقلام تک ہوئی اس معراج میں غزوۂ تبوک کی طرف اشارہ تھا۔ جو ۹ ہجری میں پیش آیا اور دسویں معراج رفرف اور مقام قرب ثم دنیٰ فتدلیٰ تک ہوئی۔ جمال دیدار خداوندی ہوا اس میں اس طرف اشارہ تھا کہ ہجرت کے دسویں سال آپ ﷺ کا وصال ہوگا اور اس سال خداوند تعالیٰ کا لقاؑ ہوگا اور

دنیا کو چھوڑ کر رفیق اعلیٰ سے جاملیں گے۔

(۶) حدیث پاک میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاً کرام کے اجسام مبارکہ کو زمین پر حرام کیا ہے' زمین ان کے جسموں کو کھا نہیں سکتی' اس لئے انبیاً کرام کے اجسام مبارکہ کا اصل مستقر تو ان کی قبور ہیں اور آپ ﷺ کا انبیاً کرام کو بیت المقدس اور آسمانوں پہ دیکھنا۔ اس سے یا تو ان کی ارواح مبارکہ کو دیکھنا مراد ہے۔ یا مع اجسام عنصریہ کے دیکھنا مراد ہے کہ آنحضرت ﷺ کے اعزاز و اکرام کے لئے انبیاً کرام کو اجسام عنصریہ کے مسجد اقصیٰ اور آسمانوں میں مدعو کیا گیا وما ذالک علی اللہ بعزیز

اور بعض علمأً یہ کہتے ہیں کہ اجسام اصلیہ تو قبور میں رہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو اجسام مثالیہ کے ساتھ متشکل کر کے آپ ﷺ کی ملاقات کے لئے جمع کیا۔ البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر جسد اصلی کے ساتھ دیکھا کیونکہ اسی جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔

(۷) شب معراج آپ ﷺ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں' آپ ﷺ سمعنا واطعنا کہہ کر واپس ہوئے۔ واپسی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملے مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کچھ نہیں فرمایا۔ بعد ازاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے تو انہوں نے تخفیف کا مشورہ دیا۔ وجہ یہ تھی کہ مقام خلۃ مقام رضا تسلیم یعنی مقام نیاز ہے اور مقام تکلیم مقام ناز ہے اس لئے حضرت خلیل اللہ نے سکوت فرمایا اور حضرت کلیم اللہ نے تخفیف کا مشورہ دیا۔ خلیل اللہ ساکت رہے اور کلیم اللہ بولے۔

(۸) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ کی بنا پر آنحضرت ﷺ بار بار تخفیف کی درخواست کرتے رہے۔ بالآخر جب پانچ نمازیں رہ گئیں تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اب مجھ کو شرم آتی ہے۔ شرم کی وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نے اس سے قبل نو مرتبہ تخفیف کی درخواست میں یہ دیکھ لیا تھا کہ ہر مرتبہ پانچ کی تخفیف ہوتی ہے' جب پانچ رہ گئیں تو اب اس میں تخفیف کا سوال کرنے کا مطلب یہ ہوتا کہ یہ پانچ بھی ساقط ہو جائیں اور فرض کا کوئی حصہ بھی ایسا نہ رہتا جو واجب العمل ہو سکے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ شرما گئے اور واپس جانے سے انکار فرمادیا۔

(۹) سیر سموت میں آپ نے ملائکۃ اللہ کو مختلف عبادتوں میں مشغول پایا۔ مثلاً بعض فرشتے قیام کی حالت میں دست بستہ کھڑے ہیں اور بعض رکوع ہی میں ہیں' کبھی سر نہیں اٹھاتے اور بعض ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سجدے میں ہیں اور بعض ہمیشہ قعود میں ہیں۔ حق تعالیٰ نے اس امت کے لئے ان تمام ارکان کو ایک ہی رکعت میں جمع کر دیا تاکہ اس امت کی عبادت تمام ملائکہ کی عبادتوں کا مجموعہ اور خلاصہ ہو۔ نیز قرآن مجید میں ہے کہ ہر شئے ہر وقت اللہ کی تسبیح اور تحمید کرتی ہے۔ کائنات کا کوئی وقت اللہ کی تسبیح سے خالی نہیں گزرتا اور ظاہر ہے کہ کائنات کی تسبیح ایک طور پر نہیں بلکہ مختلف طور پر ہے۔ اشجار اور نباتات کی تسبیح ہمیشہ حالت قیام ہے اور بہائم اور چوپاؤں کی تسبیح ہمیشہ حالت رکوع ہے اور حشرات الارض کی تسبیح ہمیشہ حالت سجود ہے ہر وقت ان کی جبین نیاز زمین سے لگی رہتی ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے ہماری نماز میں تحمید و تسبیح کی تمام اقسام کو یکجا فرمایا ہے۔ نیز انسان عناصر اربعہ سے مرکب ہے اس لئے اس کی عبادت یعنی قیام' قعود' رکوع اور سجود ان ارکان اربعہ سے مرکب ہوئی اور چونکہ خدا سے غفلت کے اسباب پانچ ہیں یعنی حواس خمسہ پر اس لئے ایک دن میں پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔

(۱۰) عروج سموات سے قبل آپ کا سینہ مبارک چاک کیا گیا اور آب زم زم سے اس کو دھویا گیا۔ اور ایمان و حکمت سے بھر کر اس کو سی دیا گیا تاکہ اس عجیب و غریب طہارت کے بعد افضل عبادت کی فرضیت کا حکم دیا جاسکے۔ ●●

بقیہ: ایمان کی قدر

اپنے تمام تشخصات کے ساتھ اپنے تمام امتیازات کے ساتھ سب سے بڑھ کر دین و ایمان اور عقیدہ کے ساتھ' حمیت اسلامی کے ساتھ اور نہ صرف یہ کہ ایمان کے باقی رہنے کی ضمانت کے ساتھ اور اس کے اسباب و ذرائع کی موجودگی کے ساتھ بلکہ اس کو ترقی کرنے اور دنیا کے دوسرے اسلامی ملکوں تک اسلام کا پیغام پہنچانے اور لوگوں کو مسلمان بنانے کے لیے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے مدد فرمائے' اور مسلمانوں کو توفیق دے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو وسائل دیئے ہیں جتنی مساجد دی ہیں' جتنا وقت دیا ہے' اس کو وہ اس کے تحفظ میں خرچ کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان پر قائم رہنے کی توفیق دے۔ اور ایمان کے ساتھ ہی ہمارا خاتمہ فرمائے۔ (آمین)

ختم نبوت
میں اشتہار دیکر
اپنی تجارت کو
فروغ دیں

مسئلہ میقات و احرام

بابو شفقت قریشی سہام

اسلام آباد سے جدہ جانے کے لئے تمام حج پروازیں ڈیرہ غازی خان اور بلوچستان کے راستے دہران، ماغالہ، رابغ اور طائف کے راستے پرواز کرتی ہیں۔ ذات عرق اور قرن المنازل دو مشرقی میقاتوں کے محاذ سے گزر کر پہلے حدود ارض حل میں اور پھر حدود حرم میں داخل ہوتی ہیں۔ پھر ان دونوں کو پیچھے چھوڑتی ہوئی جدہ میں جاکر لینڈ کرتی ہیں جو مکہ مکرمہ کے مغربی جانب آفاق میں ہے۔ سعودی قوانین کے مطابق ہر جہاز کے کپتان کے لئے ضروری ہے کہ وہ میقات آنے سے ۲۱ منٹ پہلے اور پھر عین میقات کے اوپر سے پرواز کرتے ہوئے عازمین حج و عمرہ کی رہنمائی کے لئے احرام باندھنے اور تلبیہ پڑھنے کا جہاز کے اندر اعلان کرے۔ خلاف ورزی کی شکایت پر لاکھوں ریال ہوائی کمپنی کو جرمانہ کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جدہ جانے والے ہر جہاز میں باقاعدہ میقات کا اعلان کیا جاتا ہے اور مذکورہ اعلان کے تقریباً" ایک گھنٹہ بعد جہاز جدہ ایئرپورٹ پر لینڈ کرجاتا ہے۔

اراکین بزم صدریہ اسلام آباد کے پمفلٹ "مسئلہ میقات و احرام" میں چشم کشا اور رہنما تحقیق کے ذریعہ عازمین حج و عمرہ کو مشورہ دیا گیا ہے کہ احرام پاکستانی ایئرپورٹ کے بجائے جدہ ایئرپورٹ پر باندھا جائے یعنی جدہ تک کا سفر اپنے سلے ہوئے لباس میں کیا جائے تاکہ سخت سردی اور احرام کی تقریباً" ۵ گھنٹے کی طویل پابندیوں سے بچا جاسکے۔

(نوٹ) پاکستانی ایئرپورٹ حج لاؤنج گرمیوں میں ٹھنڈا اور سردیوں میں گرم رکھنے کا انتظام پہلے ہی موجود ہوتا ہے اور یہی انتظام جہاز کے اندر اور جدہ ایئرپورٹ پر بھی موجود ہوتا ہے۔ نئی تحقیق کے مطابق عمل کرنے یعنی جدہ سے احرام باندھنے میں دو نقصان پائے جاتے ہیں۔ ایک تو بغیر احرام کے میقات سے گزر کر گناہگار ہونے کا نقصان دوسرا جان بوجھ کر اپنے اوپر دم لازم کرانے کا نقصان اور وہ بھی صرف پانچ گھنٹے بغیر احرام کے گزرنے کی سہولت حاصل کرنے کے لئے۔ بزم صدریہ والے آگے درج شدہ اس مسئلہ کے دوسرے حصے سے زیادہ متاثر نظر آتے ہیں۔

مسئلہ : "اور جو شخص اپنے میقات سے بدون احرام تجاوز کرے تو گناہگار ہوگا، اس پر دم واجب ہوتا ہے۔" اگر واپس ہوا اور میقات پر آکر احرام کرلیا تو گناہ اور دم ساقط ہوجاتا ہے (زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک ص ۲۱۳، تالیف مولانا رشید احمد گنگوہی")

اسی مستند کتاب کے صفحہ نمبر۴۹ پر درج ہے کہ "میقات سے پہلے احرام باندھنا افضل ہے۔" یعنی جو عازمین حج و عمرہ جہاز پر سوار ہونے سے پہلے ہی احرام باندھ لیتے ہیں اور تلبیہ کا ورد شروع کردیتے ہیں ان کو دوسروں کی نسبت زیادہ اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں جبکہ سردی سے بچاؤ کے لئے حج لاؤنج اور جہاز کے اندر بھی انتظام موجود ہوتا ہے اور جدہ تک سفر بھی چند گھنٹوں کا ہے تو بزم صدریہ کا مشورہ عجیب و غریب دکھائی دیتا ہے کہ اوپر لکھے ہوئے مسئلہ کے پہلے حصے کے مطابق پہلے بغیر احرام میقات کراس کرکے جان بوجھ کر گناہ کا ارتکاب کرکے اپنے اوپر دم لازم کیا جائے اور پھر گناہ سے توبہ کرنے اور دم کی ادائیگی سے بچنے کے لئے مسئلہ مذکورہ کے دوسرے حصہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دوسری میقات یعنی جدہ سے احرام باندھ کر گناہ بھی معاف کرالیا جائے اور دم بھی ساقط کرالیا جائے۔ اور اس پورے عمل سے فائدہ صرف یہ لیا جائے کہ جدہ پہنچنے تک ۵ گھنٹے شلوار قمیض میں گزار سکیں۔

آج کل بحمد للہ جدہ تک ہوائی اور پھر آگے ایئرکنڈیشنڈ بسوں کی سہولتیں میسر ہیں اس لئے عمرہ کی ادائیگی کرکے احرام کی پابندیوں سے زیادہ سے زیادہ دس بارہ گھنٹوں میں آزاد ہوا جاسکتا ہے۔ بحری اور خشکی کے سفر حج میں تو کئی کئی ہفتے اور مہینے حالت احرام میں گزارنے پڑتے تھے۔ ۲۵ ذیقعدہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی مدینہ منورہ سے حج کے لئے تشریف لائے تو تقریباً" پندرہ دن حالت احرام میں رہے تھے۔ آج کل بھی قارن اور آفاقی مفرد جن میں حج بدل والے شامل ہوتے ہیں کئی کئی ہفتے احرام کی پابندیوں میں رہ کر اجر و ثواب سے جھولیاں بھرتے ہیں، کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ طویل احرام میں میل کچیل اور محرم کے جسم کی بدبو کو پسند فرماتے ہیں۔ جدہ سے احرام باندھنے کی چھوٹ یا مشورہ کسی شرعی عذر، بیماری، مجبوری اور احرام کی چادریں موجود نہ ہونے وغیرہ کی صورت میں دیا جائے تو پھر کسی حد تک بات سمجھ آسکتی ہے، لیکن اخباری خبر کے مطابق کہ فلاں جہاز لیٹ ہوگیا اور عازمین حج کو سردی لگی وغیرہ کی مثال دے کر پہلے گناہ اور پھر جنایت کا مرتکب ہونے اور پھر اسے ان دونوں غلطیوں سے چھٹکارا دلانے کے لئے دوسری میقات سے احرام

باندھ کر گناہ بھی معاف کرالیا جائے اور دم بھی ساقط کرالیا جائے۔ اور اس پورے عمل سے فائدہ صرف یہ لیا جائے کہ جدہ پہنچنے تک ۵ گھنٹے شلوار قمیض میں گزار سکیں۔

آج کل بحمد اللہ جدہ تک ہوائی اور پھر آگے ایئر کنڈیشنڈ بسوں کی سہولتیں میسر ہیں اس لئے عمرہ کی ادائیگی کرکے احرام کی پابندیوں سے زیادہ سے زیادہ دس بارہ گھنٹوں میں آزاد ہوا جاسکتا ہے۔ بحری اور خشکی کے سفر حج میں تو کئی کئی ہفتے اور مہینے حالت احرام میں گزارنے پڑتے تھے۔ ۲۵ ذیقعدہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم بھی مدینہ منورہ سے حج کے لئے تشریف لائے تو تقریباً" پندرہ دن حالت احرام میں رہے تھے۔ آج کل بھی قارن اور آفاقی مفرد جن میں حج بدل والے شامل ہوتے ہیں کئی کئی ہفتے احرام کی پابندیوں میں رہ کر اجر و ثواب سے جھولیاں بھرتے ہیں' کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ طویل احرام میں میل کچیل اور محرم کے جسم کی بدبو کو پسند فرماتے ہیں۔ جدہ سے احرام باندھنے کی چھوٹ یا مشورہ کسی شرعی عذر' بیماری' مجبوری اور احرام کی چادریں موجود نہ ہونے وغیرہ کی صورت میں دیا جائے تو پھر کسی حد تک بات سمجھ آسکتی ہے' لیکن اخباری خبر کے مطابق کہ فلاں جہاز لیٹ ہوگیا اور عازمین حج کو سردی لگی وغیرہ کی مثال دے کر پہلے گناہ اور پھر جنایت کا مرتکب ہونے اور پھر اسے ان دونوں غلطیوں سے چھٹکارا دلانے کے لئے دوسری میقات سے احرام باندھنے کا مشورہ بہت ہی نامناسب اور ناقابل فہم لگتا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ بزم صدریہ کی پہلی پیشکش صرف (حج تمتع) یعنی پہلے عمرہ کرنے والوں کے لئے شائع کی گئی ہے اور حج کے ایام میں احرام کی پابندیوں کو کم کرنے کے لئے غالباً" دوسری قسط بعد میں منظر عام پر آئے گی۔ حج قران اور افراد والوں کا تو احرام پہلے ہی بندھا ہوتا ہے چاہے انہوں نے میقات سے پہلے باندھا ہو یا بقول نئی تحقیق کے جدہ سے باندھا ہو' لیکن حج تمتع والے حج کا احرام سات ذوالحجہ کا دن گزارنے کے بعد ہی معلم کی ہدایت پر باندھ لیتے ہیں۔ قربانی ۱۰ ذوالحجہ کو ہوجائے تو تقریباً" ۳ دن تک اور ۱۱ ذوالحجہ کو ہو تو تقریباً" ۴ دن تک احرام کی پابندیوں میں رہتے ہیں اس دوران انہیں بھی سردی اور احرام کی پابندیاں ستاسکتی ہیں عمرہ کے احرام کے بارے میں اگر کوئی تحقیق کی گئی ہے تو ظاہر ہے حج کے احرام کے بارے میں بھی اور خصوصیت کے ساتھ قران اور افراد کے احرام کے دوران کونسی چھوٹیں یا سہولتیں حاصل کی جاسکتی ہیں؟ ان پر بھی ریسرچ کرنا بہت ضروری ہے۔

مذکورہ پمفلٹ صفحہ ۲ سطر ۷ پر لکھا ہے "حرم اس شکل مخمس (پانچ کونوں والی) شکل کا نام ہے جو پانچ میقاتوں کو سیدھے خطوط کے ذریعہ ملانے سے حاصل ہوتی ہے" یہ تحقیق اس لئے درست نہیں ہے کہ پانچ میقاتوں کو سیدھے خطوط سے ملانے سے اس کا اندرونی حصہ حل کہلاتا ہے نہ کہ حدود حرم۔

مسئلہ : جاننا چاہئے کہ مکہ مکرمہ کے چوگرد حد حرم ہے اس حد کے باہر حل شروع ہوتی ہے مواقیت تک۔ پس ایک میقات سے دوسرے میقات کے محاذ میں جو لکیریں نقشہ میں دیکھو گے یہ آفاق اور حل کے بیچ میں حد فاصل ہے' باہر آفاق اور اندر حل ہے۔ پس باہر آفاق سے آنے والے کو میقات یا ان کے محاذ کی لکیروں سے اندر بلا احرام آنا حرام ہے۔ (زبدۃ المناسک صفحہ ۵۷ سطر ۶ تا ۱۰) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور حدود حرام جس حصہ کی تجدید و تصدیق فرمائی تھی وہ تنعیم' جعرانہ' بطن عرفہ' لبن اور حدیبیہ' شمیہ کے اندر کی پاک زمین ہے' جس میں شکار کرنا' درخت گھاس کاٹنا وغیرہ منع ہے چاہے حالت احرام میں ہو یا اپنے لباس میں۔

صفحہ نمبر ۲ سطر ۵ پر لکھا ہے "جدہ حدود حرم سے باہر اور حل میں شامل ہے" دلائل سے ثابت کئے بغیر بھی سب کو معلوم ہے کہ جدہ حدود حرم سے باہر ہے وہ اس لئے کہ جدہ کی طرف حدود حرم حدیبیہ' شمیہ تک ہیں جس کا فاصلہ تقریباً" ۱۵ کلو میٹر ہے (زبدۃ المناسک صفحہ ۶۵) اس سے آگے حل کی حدود شروع ہوجاتی ہیں اور جدہ حل سے باہر آفاق میں پہلے ہی ثابت ہوچکا ہے' اصل عبارت یوں لکھنی چاہئے تھی کہ جدہ حدود حل سے باہر آفاق میں ہے اور یہ جو لکھا ہے کہ جدہ حل میں شامل ہے غلط ہے۔ لکھنا یوں چاہئے تھا کہ "جدہ حل میں شامل نہیں" ثابت کیا جارہا ہے کہ جدہ حل سے باہر آفاق میں ہے اس لئے وہاں سے احرام باندھا جاسکتا ہے اور دوسری طرف لکھ رہے ہیں کہ جدہ حل کے اندر شامل ہے۔

مسئلہ : "جدہ کسی دو میقاتوں کے بیچ سے آگے حل میں داخل نہیں ہے' بلکہ باہر آفاق کی طرف ہٹا ہوا ہے اور حل کی حد کچھ آگے مکہ مکرمہ کی طرف شروع ہوتی ہے۔" (زبدۃ المناسب ص ۵۶) پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۷ پر درج ہے کہ "جہاز آفاق ہی میں آکر حد حل سے گویا باہر اتارتا ہے۔" پمفلٹ میں اصل عبارت یوں لکھنی چاہئے تھی "دلائل سے ثابت کیا ہے کہ جدہ حدود حل سے باہر آفاق میں ہے اور حل میں شامل نہیں ہے۔"

صفحہ ۳ سطر ۱ پر لکھا ہے "صرف حدود حرم کا خاکہ واضح کرنا مقصود تھا" حالانکہ حدود حرم کے بجائے خاکہ میں حدود میقات واضح کی گئی ہیں۔ خاکہ میں یلملم کی میقات خشکی پر دکھائی گئی ہے جبکہ یہ میقات سعدیہ کے نام سے سمندر کے اندر ہے۔ خاکہ میں بحیرۂ عرب لکھا گیا ہے جبکہ یہ بحیرۂ احمر ہے۔ صفحہ ۳ سطر ۳ پر لکھا ہے "احرام

واجب ہوجاتا ہے" لکھنا چاہئے احرام باندھنا واجب ہوجاتا ہے سطر ۵ پر لکھا ہے "دو میقاتوں کو ملانے والے خط مستقیم" کو عبور کرتے ہیں۔ درست یوں ہے "دو میقاتوں کو ملانے والے محاذات کو عبور کرتے ہیں۔" صفحہ ۴ پر لکھا ہے "پاکستان سے جانے والی زائرین۔" زائرین کے بجائے عازمین حج و عمرہ لکھیں کیونکہ صرف زیارت کے لئے کوئی نہیں جاتا۔ لکھا ہے "بحری جہاز سے سفر کرتے ہیں" بحری جہاز سے آج کل کوئی حج کے لئے نہیں جاتا۔ درست کریں صفحہ ۴ سطر ۱۰'۱۱ پر لکھا ہے "جدہ تک ڈائریکٹ فلائٹ کی صورت میں بھی ہوائی جہاز بحیرۂ عرب پر سے پرواز کرتا ہوا جدہ میں اترتا ہے" پاکستان سے عازمین حج کو ہر جہاز مندرجہ بالا روٹ سے جدہ پہنچاتا ہے اس لئے میقات کا اعلان ہر پرواز میں کیا جاتا ہے۔ صفحہ ۵ سطر ۱ پر لکھا ہے "دونوں صورتوں میں کسی میقات سے نہیں گزرنا پڑتا" دونوں صورتیں کاٹ دیں صرف ایک صورت لکھیں' اور وہ بحری جہاز کی صورت میں ہے۔ لیکن یہ بھی لکھنا غیر ضروری ہے کیونکہ بحری جہاز سے کوئی عازم حج آج کل نہیں جاتا۔ صفحہ ۵ سطر ۲'۳ پر لکھا ہے "پاکستان سے براہ راست جدہ جانے والے فضائی مسافروں کو بھی جدہ جاکر احرام باندھنا چاہئے" چونکہ کوئی عازم حج براہ راست جدہ نہیں اترتا اس لئے یہ حصہ حذف کردیں۔ صفحہ ۵ سطر ۶'۷ پر لکھا ہے "کیونکہ ریاض سے جدہ جاتے ہوئے ہوائی جہاز کو حدود حرم کے اوپر سے گزرنا پڑتا ہے" جہاز صرف حدود حرم کے اوپر سے نہیں گزرتا بلکہ میقات کے محاذات' ارض حل اور پھر حرم کی حدود کے اوپر سے گزرتا ہے اور پھر ان سب کو پیچھے چھوڑتا ہوا جدہ یعنی میقات کے باہر آفاق میں جاکر لینڈ کرتا ہے۔ صفحہ ۵ سطر ۷'۸ پر لکھا ہے (بہتر یہی ہے) لکھنا چاہئے (واجب ہے کہ) لکھا ہے "حدود حرم میں داخل ہوتے وقت آدمی احرام کی حالت میں ہو" لکھنا چاہئے "حدود حل میں داخل ہوتے وقت عازم حج و عمرہ احرام کی حالت میں ہو" صفحہ ۵ سطر نمبر ۹ پر لکھا ہے "اگر کسی وجہ سے احرام نہ باندھ سکے اور جدہ جاکر باندھ لے تب بھی صحیح ہے" (کسی وجہ سے) کی بجائے حقیقی عذر یا مجبوری لکھنا چاہئے تب بھی صحیح تھا اس لئے نہ لکھیں کہ بغیر احرام کے میقات سے گزرنا تو حرام ہے البتہ دوسری میقات یعنی جدہ سے احرام باندھ لینے سے گناہ بھی معاف ہوجائے گا اور دم بھی ساقط ہوجائے گا۔ صفحہ ۵ سطر ۱۱'۱۲ پر لکھا ہے "ایک میقات سے آدمی بغیر احرام باندھے گزر جائے" آدمی کی جگہ عازم حج یا عمرہ لکھیں۔ میقات سے تو جدہ کے رہنے والے مسلم اور غیر مسلم بھی گزرتے ہیں' اور گزر جانے کے بعد یہ لکھیں "تو اس پر دم لازم ہوجائے گا" اس کے بعد لکھیں "تو اسے چاہئے کہ مکہ کے قریب جو میقات ہیں وغیرہ" پھر لکھا ہے "مکہ کے قریب جو میقات ہیں" مکہ کے قریب تو جحفہ ر رابغ کی میقات ہے۔ آج کل پاسپورٹ معلم کے پاس جمع ہوجاتے ہیں وہاں بغیر پاسپورٹ کے کس طرح جائیں گے اور دو طرفہ کرایہ کون ادا کرے گا' جبکہ زرمبادلہ پہلے ہی بہت کم ہوتا ہے۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ عین میقات سے یا اس سے چند گھنٹے سے احرام باندھ کر تلبیہ پکارنا شروع کردیا جائے اور جدہ پہنچنے کے بعد میقاتوں پر جانے کے چکروں سے بچاجاسکے۔ صفحہ ۶ سطر ۱ پر لکھا ہے "پھر احرام باندھ کر حدود حرم میں داخل ہو" میقات پر احرام باندھنے کے بعد حدود حل شروع ہوگی نہ کہ حدود حرم' حدود حرم تو مکہ معظمہ سے چند کلو میٹر پہلے شروع ہوں گی۔ درست کرلیں' لکھا ہے "اس طرح اس کا احرام صحیح ہوجائے گا اور دم وغیرہ واجب نہیں ہوگا۔" سوال یہ ہے کہ احرام کو پہلے غلط ہی کیوں کیا جائے کہ بعد میں صحیح کرنا پڑے میقات سے یا اس سے پہلے ہی کیوں نہ باندھ لیا جائے۔ صفحہ ۶ سطر ۱ پر لکھا ہے "جدہ چونکہ حرم سے خارج ہے اس لئے دوبارہ میقات سے باہر ہوجاتے ہیں" لکھنا چاہئے جدہ چونکہ حل سے خارج ہے' بات حدود حرم سے خارج ہونے کی نہیں ہے۔ میقات سے آگے ارض حل آتی ہے پھر حدود حرم شروع ہوتی ہے۔ اس نقطہ کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ سطر ۹ پر لکھا ہے "تو ان کا احرام صحیح ہوگا اور ان پر دم واجب نہیں ہوگا۔" یوں لکھیں تو ان کا احرام صحیح ہوجائے گا اور ان کا دم ساقط ہوجائے گا جو بغیر احرام میقات سے گزرنے پر واجب ہوا تھا۔ سطر ۱۰ پر لکھا ہے "کیونکہ وہ دوسرے میقات میں احرام باندھ کر داخل ہوئے ہیں" لکھنا چاہئے "کیونکہ وہ دوسرے میقات کے محاذات سے احرام باندھ کر داخل ہوئے ہیں۔"

○

عظیم الشان سیرۃ النبی ﷺ کانفرنس

زیر اہتمام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ سکھر

6 / شعبان 27 / نومبر بروز جمعۃ المبارک

مقام: جامع مسجد سکھر

خطاب حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

قبل از جمعۃ المبارک

مدنی مسجد شاہی بازار

بعد از نماز عشاء خطاب: حضرت مولانا مفتی

محمد جمیل خان' حضرت مولانا اسعد تھانوی

الداعی الی الخیر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر

غیبت کے نقصانات

محمد صدیق فضل

غیبت ایک ایسی بری عادت ہے جس سے دین و دنیا دونوں کی رسوائی و خرابی کا اندیشہ ہے ایسی مجلس و محفل جس میں کسی کی غیبت کی جاری ہو وہاں سے اٹھ جانا ضروری ہے یا اگر نہ اٹھ سکے تو دوسرا تذکرہ شروع کر دیا جائے

غیبت کہتے ہیں کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا کہ اگر اس کے سامنے یہ باتیں کی جائیں تو اس کو برا لگے۔ آج کل یہ بیماری نہایت عام ہو رہی ہے اور تقریباً ہر آدمی اس میں مبتلا نظر آتا ہے جہاں چند لوگ اکٹھے ہوئے وہاں دوسروں کی غیبت اور برائیاں بیان کی جاتی ہیں لیکن یہ سراسر زیادتی ہے کہ یہ بات صرف عورتوں پر ڈال دی جائے اور مرد حضرات اس سے بری ہو جائیں۔ آج کل مرد حضرات بھی اس میں ترقی کر رہے ہیں یہاں تک کہ صلحاً حضرات بھی اس میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ ہر کوئی دوسرے پر تنقید اور اپنی فوقیت کا سکہ اپنے مصاحبین پر بٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور ہمارے ہاں غیبت کا اتنا رواج ہو گیا کہ لوگ اس کو گناہ گردانتے ہی نہیں اور نہ ہی اس کو برا خیال کرتے ہیں حالانکہ اگر اس کے نقصانات اور وعیدوں پر غور کیا جائے تو معلوم ہو کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے جس کو ہم بلا سوچے سمجھے کئے چلے جا رہے ہیں اور اس پر نہ کوئی ندامت کا احساس ہے اور نہ ہی گناہ پر پشیمانی حالانکہ یہ ایسی بری عادت ہے جس سے دین و دنیا دونوں کی رسوائی و خرابی کا اندیشہ ہے۔

غیبت کے نقصانات کثرت سے ہیں:

(۱) غیبت کا ضرر و نقصان یہ ہے کہ اس سے افتراق پیدا ہوتا ہے اور افتراق سے مقدمہ بازی، لڑائی جھگڑے سب کچھ ہوتے ہیں اور اتفاق کے اندر جو مصالح و منافع ہوتے ہیں، افتراق کی صورت میں ان سے بھی محرومی ہو جاتی ہے۔

(۲) غیبت کرنے سے دین و دنیا دونوں کا نقصان ہوتا ہے، دنیا کا نقصان یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے وہ اگر سن لے تو غیبت کرنے والے سے متنفر ہو گا اگر بس چلے تو بری طرح سے خبر لے گا، دین کا نقصان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی گویا سامان دوزخ ہے۔

(۳) حدیث شریف میں ہے کہ ﴿غیبت زنا سے بھی زیادہ ضرر کا باعث ہے۔﴾

(۴) غیبت کرنے والے کی اللہ تعالیٰ بخشش نہ فرمائیں گے، جب تک بندہ معاف نہ فرمائے کیونکہ یہ حقوق العباد میں سے ہے۔

(۵) ﴿غیبت کرنا گویا اپنے مردار بھائی کا گوشت کھانا ہے۔﴾ بھلا کون ایسا ہو گا جو اپنے مردار بھائی کا گوشت کھائے گا جیسا اس کو برا و ناگوار خیال کیا جاتا ہے اسی طرح غیبت کے ساتھ معاملہ چاہئے۔

(۶) غیبت کرنے سے چہرہ کا نور پھیکا پڑ جاتا ہے اور ایسے شخص کو ہر کوئی ذلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

(۷) غیبت کا بڑا ضرر یہ ہے کہ قیامت کے دن غیبت کرنے والے کی نیکیاں جس کی غیبت کی ہے، اس کو دے دی جائیں گی اگر اس سے کمی پوری نہ ہوئی تو جس کی غیبت کی ہے، اس کی برائیاں اس کی گردن پر لاد دی جائیں گی، جس کے نتیجے میں جہنم کا داخلہ ہو گا ایسے شخص کو حدیث شریف میں دین کا مفلس فرمایا گیا ہے لہذا دنیا میں اس کی معافی کرا لینی چاہئے۔

غیبت کا علاج:

غیبت کا عملی علاج بھی کرنا چاہئے وہ یہ ہے کہ جب کوئی غیبت کرے اور منع کرنے پر قدرت ہو تو منع کر دے ورنہ وہاں سے خود اٹھ جانا ضروری ہے اور اس کی دل شکنی کا خیال نہ کرے کیونکہ دوسرے کی دل شکنی سے بہتر اپنے دین کو نقصان سے بچانا ہے یا اگر اٹھ نہ سکے تو دوسرا تذکرہ شروع کرے۔

غیبت کا عجیب و غریب ایک عملی علاج یہ ہے کہ جس کی غیبت کرے اس کو اپنی حرکت کی اطلاع کر دیا کرے تھوڑے دن اس پر مداومت سے انشاءاللہ یہ مرض بالکل دور ہو جائے گا۔

غیبت کے بارے میں جو وعیدیں آئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ غیبت کتنا بڑا گناہ ہے لہذا ایسی تمام باتوں سے احتراز کرنا چاہئے جو غیبت کے زمرے میں آتی ہیں۔

مولانا محمد یعقوب ربانی، چکوال

ذکر و فکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ سائیں توکل شاہ (ہندوستان انبالہ کے ایک ولی اللہ) نے حضرت مولانا رفیع الدینؒ مہتمم دارالعلوم سے فرمایا مولوی جی! جب ذکر اللہ کرتا ہوں تو اللہ کی قسم منہ میٹھا ہو جاوے ہے۔ جیسا کہ مٹھائی کھا کر پھر فرمایا۔

اللہ اللہ ایں چہ شیریں است نام
شیر و شکر مے شود جانم تمام

ترجمہ: ﴿اللہ اللہ یہ نام کس قدر میٹھا ہے کہ میرا تمام بدن دودھ اور شکر ہو جاتا ہے۔﴾ (آپ بیتی نمبر ۶ ص ۴۲۸)

شیخ المشائخ حضرت مولانا رشید احمد قطب گنگوہیؒ ایک دفعہ دوپہر کو گھر سے کھانا تناول فرما کر خانقاہ میں حالت استغراق میں تشریف لائے اپنی سہ دری میں پاؤں رکھتے ہی فرمایا کہ یہاں کون ہے؟ جواب آیا کہ یحییٰ، الیاس (یعنی حضرت مولانا محمد یحییٰ، ولد شیخ زکریا اور مولانا الیاس بانی تبلیغی جماعت) حضرت نے نہایت بھرائی ہوئی آواز میں زور سے فرمایا کہ:

﴿اللہ کا نام چاہے کتنی غفلت سے لیا جائے اثر کئے بغیر نہیں رہتا۔﴾ (آپ بیتی نمبر ۶ ص ۲۱۵ نمبر ۷ ص ۱۹۶)

قال الغزالی حرکة اللسان بالذکر مع الغفلة تحصل الثواب!

ترجمہ: ﴿امام غزالی نے فرمایا باوجود غفلت کے ذکر اللہ کے ساتھ زبان ہلانے سے ثواب ملتا ہے۔﴾ (فتح الباری ج ۲۱)

امام احمدؒ نے ابو مخذم سے روایت کیا ہے کہ زیاد یا ابن زیاد کے زمانہ میں ایک شخص کو ایک تھیلا ملا جس میں گندم کے دانے کھجور کی گٹھلی کے برابر تھے تھیلے پر لکھا تھا یہ زمانہ عدل کی پیداوار ہے (تفسیر ابن کثیر ۲۳۶-۴ رسالۃ من المدینۃ الی بنت الخلیج)

حکایت نمبر ۱:

﴿ایک شخص نے ایک غلام سے پوچھا! تو کیا کھاتا ہے؟ اس نے جواب دیا جو آقا کھلائے، سوال: تو کیا پہنتا ہے؟ جواب جو آقا پہنائے، سوال: تو کیا کام کرتا ہے؟ جواب: جو مالک حکم کرے، سوال: تیری اپنی بھی کوئی خواہش ہے؟ جواب: اگر میری اپنی کوئی خواہش ہوتی تو میں غلام نہ ہوتا آقا ہوتا۔﴾ (رسالہ ص ۱۰۴)

حکایت نمبر ۲:

﴿ایک شخص کہتا ہے کہ میں بازار گیا میرے ساتھ میری باندی تھی، میں نے اس سے کہا کہ میں ایک کام کو جا رہا ہوں تو یہاں رک جا اور میرے آنے تک یہیں رہنا۔ جب میں کام سے واپس آیا تو باندی وہاں نہ تھی، مجھے بہت غصہ آیا۔ گھر پہنچا تو باندی گھر تھی اس نے غصہ کے آثار میرے چہرے پر دیکھ کر کہا آقا میری بات سن لیں مجھ پر جلدی نہ کرنا۔ آپ نے مجھے ایسی جگہ ٹھہرایا تھا جہاں کوئی اللہ کا ذکر کرنے والا نہ تھا، مجھے خطرہ ہوا کہ خدا اس جگہ کو دھنسا نہ دے اس لئے میں وہاں سے گھر آگئی! تو میں نے اس کی بات پر بہت تعجب کیا اور اس کو کہا جا تو اللہ کے لئے آزاد ہے۔ وہ کہنے لگی آپ نے مجھے آزاد کر کے برا کیا میں آپ کی خدمت کرتی تھی اور ذکر اللہ بھی مجھے دوہرا ثواب ملتا تھا، اب آزاد ہونے کے بعد صرف ایک ثواب رہ گیا۔﴾ (رسالہ ص ۲۴)

واقعہ:

﴿حضرت ابوہریرہؓ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا پہلی امتوں میں سے ایک شخص تھا بڑا مالدار جب اس کے مرنے کا وقت قریب ہوا تو اس نے اپنے بیٹوں اور گھر والوں کو جمع کر کے پوچھا۔ میں تمہارا کیسا باپ تھا؟ انہوں نے کہا بڑا مہربان باپ تھا ہماری تمام ضروریات کا کفیل تھا ہمیں کبھی تنگی محسوس نہیں ہوئی تو اس نے کہا کہ میری کوئی نیکی ایسی نہیں جس سے میں خدا کے عذاب سے بچ جاؤں، اگر خدا نے مجھے پکڑ لیا تو میری ہلاکت ہے اس لئے میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ جب میں مر جاؤں تو بہت ساری لکڑیاں جمع کرنا مجھے اس میں رکھ کر خوب جلا دینا جب گوشت جل جائے ہڈیاں رہ جائیں تو ہڈیاں پیس لینا اور وہ راکھ اور پسی ہوئی ہڈیاں آدھی سمندر میں بکھیر دینا اور آدھی سخت آندھی کے دن ہوا میں اڑا دینا۔ ورنہ

اگر خدا نے مجھ کو پکڑ لیا تو مجھے ایسا عذاب دے گا کہ کسی کو ایسا عذاب نہ دے گا۔ چنانچہ اس کے مرنے کے بعد اولاد نے ایسا ہی کیا مگر اللہ تعالیٰ قادر و قیوم نے پانی کی لہروں کو حکم دیا اس کے ذرات جمع کر دو۔ ہوا کو حکم دیا اس کے ذرات کو اکٹھا کرو۔ چنانچہ جب تمام ملبہ اکٹھا کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کر کے اپنے سامنے کھڑا کر لیا اور پوچھا اے میرے بندے تو نے یہ کیوں کیا؟ عرض کیا مولا تیرے خوف سے کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا اگر تو نے میرے ڈر سے ایسا کیا تو تو نے دیکھ لیا میں ہر چیز پر قادر ہوں' جا میں نے تجھے بخش دیا۔﴾ (بخاری جلد اول ص ۴۹۵)

قصہ عجیبہ:

حضور اقدس ﷺ کے بعد مسیلمہ کذاب مرتد نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تو حضرت ابوبکرؓ نے اس کے خلاف جہاد کیا' اس میں مسیلمہ کذاب مارا گیا جس کو ﴿قاتل حضرت حمزہؓ﴾ وحشیؓ نے قتل کیا اور اس کی فوج چالیس ہزار میں سے ۲۱ ہزار بھی مارے گئے اور مسلمان بھی شہید ہوئے ان شہداء میں حضرت ثابت بن قیس بھی شہید ہوئے۔ تو خواب میں حضرت بلالؓ کو ملے اور کہا میری زرہ فلاں کے پاس ہے امیر لشکر حضرت خالدؓ سیف اللہ کو کہو کہ میری زرہ اس شخص سے لے کر ابوبکر صدیقؓ خلیفہ رسول کو پہنچائے وہ بیچ کر میرا اتنا قرض ہے وہ ادا کریں۔ ایک میرا غلام ہے وہ آزاد ہے۔ چنانچہ اسی طرح عمل ہوا۔ (تشریحات بخاری ۸۲ ج ۴)

واقعہ: حافظ محمد صابرؒ چونیاں کے رہنے والے حضرت مفتی محمد شفیعؒ کے مرید تھے ان کے حکم سے بھی رمضان المبارک میں تراویح کے لئے آپ کی مسجد بلاک نمبرا سرگودھا تشریف لاتے' میرے پیر بھائی تھے ایک رمضان میں چند دن مجھے بھی سرگودھا رہنے کا اتفاق ہوا۔ حافظ صاحب تراویح میں قرآن پڑھتے وقت زبان سے چٹخارے لیتے (چپکارے مارتے) میں نے ان سے پوچھا حافظ صاحب آپ نماز کے اندر تلاوت قرآن کے وقت یہ چٹخارے کیا لیتے ہیں؟ جیسا کہ کوئی لذیذ چیز کھا کر کرتا ہے تو کہنے لگے' جب میں تلاوت کرتا ہوں تو مجھے منہ میں مٹھاس معلوم ہوتی ہے تو اس لئے میں چٹخارے لیتا ہوں مجھے مزا آتا ہے۔

واقعہ:

اسی طرح میں نے کہیں پڑھا تھا اب حوالہ تو یاد نہیں واقعہ یاد ہے کہ ایک بزرگ ان پڑھ تھے مگر تھے صاحب نسبت وہ فرماتے تھے کہ جب کوئی قرآن پڑھتا ہے یا حدیث پڑھتا ہے تو میں پہچان لیتا ہوں اور ممتاز کر لیتا ہوں کہ یہ قرآن ہے اور یہ حدیث ہے وجہ یہ کہ جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو اس کا نور آسمان کی طرف اوپر کو اٹھتا ہے' جب حدیث پڑھی جاتی ہے تو قاری کے منہ سے نکلا ہوا نور مدینہ منورہ کی طرف روضہ اقدس کی طرف جاتا ہے۔ تو مجھے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ قرآن ہے یہ حدیث ہے۔

قرب امام کا فائدہ: کشف عرفی الودود شرح ابوداؤد ص ۱۰۲/۱ میں قاضی شمس الدینؒ گوجرانوالہ حدیث احضروا الذکر وادنوا من الامام الخ کی شرح میں لکھتے ہیں:

ترجمہ: ﴿میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ جنت میں دیدار الٰہی کے وقت لوگ اللہ کے قریب اسی ترتیب سے ہوں گے جس طرح نماز باجماعت میں امام کے قریب ہوا کرتے تھے' یعنی جتنا کوئی شخص امام کے زیادہ قریب کھڑا ہوتا تھا اتنا ہی اللہ کے قریب ہوگا جتنا امام سے دور ہوتا تھا اتنا ہی اللہ سے دور ہوگا۔﴾ اسی سے اس حدیث کا مفہوم بھی واضح ہو گیا ﴿یعنی اگر لوگوں کو پتہ چل جائے پہلی صف میں نماز پڑھنے کا کتنا ثواب ہے پھر ان کو پہلی صف میں جگہ نہ ملے مگر قرعہ اندازی سے تو قرعہ اندازی کریں۔﴾

فائدہ: گناہوں کا فرق کشف الودود ص ۷۲/۱ حدیث مالم یغش الکبائر کی شرح میں لکھتے ہیں' ذنوب کہتے ہیں عیوب کو' خطاء نادرست' معصیت' نافرمانی۔ سیئہ' برائی۔ تو گویا گناہوں میں اونچا درجہ معصیت ہے اس سے کم سیئہ۔ اس سے کم خطا اس سے کم ذنب ہے'

خلیفہ اول: حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے صحابہ کرامؓ کے مشورہ سے ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ بننے کے بعد تجارت سے روک دیا کہ آپ اب کاروبار نہ کریں امور مسلمین ورعایا سرانجام دیں ہم آپ کی تنخواہ مقرر کرتے ہیں' چنانچہ آپ کی تنخواہ روزانہ آدھی بکری کی قیمت کے مساوی مقرر کر دی جو کہ ماہانہ ۵۲ درہم یا سالانہ ۶۰۰ درہم تھی جیسا کہ مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی نے سیرت صدیق میں لکھا ہے (تشریحات بخاری ص ۸۷/۳ ارشادات امیر المومنین حضرت سیدنا عمر بن خطابؓ انوار الباری ص ۱۹۶/۱۰)

۱۔ جو شخص مسلمانوں کے کام میں کچھ بھی اختیار

ہوا سے اللہ کے دین کے متعلق حق بات کہنے میں کسی کی ملامت سے نہ ڈرنا چاہئے' اور جو شخص مسلمان کے کام اور ان کی حکومت سے بالکل بے تعلق ہو اسے لازم ہے کہ بس اپنے نفس کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو اور اپنے حاکم کی خیر خواہی کرتا رہے۔

۲۔ کسی حق دار کا حق اس درجہ تک نہیں پہنچا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں بھی اس کا لحاظ کیا جاوے۔

۴۔ بیت المال میں تین امور کی رعایت ضروری ہے (۱) حق کے موافق لیا جاوے' (۲) حق کے ساتھ خرچ کیا جاوے' (۳) ناحق سے بچایا جاوے۔ (ازالۃ الخفاص ۱۳۸/ ۱)

۵۔ فرمایا یہ امر خلافت درست نہ ہوگا مگر ایسی شدت و سختی کے ساتھ جو بغیر جبر و ظلم کے ہو۔ اور ایسی نرمی کے ساتھ جو بغیر ضعف کے ہو۔ (ازالۃ الخفاص ۱۴۰/ ۱)

حکام کو خطاب! تم پر ہمارا حق ہے کہ غائبانہ ہمیں نصیحت کرو اور کار خیر میں ہماری معاونت کرو۔ اللہ کے نزدیک حلم سے زیادہ کوئی چیز پسندیدہ نہیں اور امام عادل کے علم و نرمی سے زیادہ رعایا کو نفع پہنچانے والی کوئی چیز نہیں۔ اسی طرح جہالت سے زیادہ مبغوض اللہ کے نزدیک کوئی چیز نہیں' کیونکہ رعایا کو امام کے جہل و بے وقوفی سے زیادہ نقصان پہنچانے والی کوئی شئے نہیں۔

۶۔ خلافت وہ شخص نہیں کر سکتا جس کے فعل سود خوروں کے افعال کے مشابہ ہوں یا جو شخص نیکی معاوضہ کے لئے کرتا ہو' یا طامع و حریص ہو' خلافت وہی کر سکتا ہے جو تیز مزاج بھی ہو کہ امر حق میں اپنے گروہ پر بھی مواخذہ کرنے سے نہ چکے۔ (ایضاً)

۷۔ پرہیز گاری کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی روشنی بناؤ' جان لو بغیر نیت کے عمل کا کوئی ثمرہ نہیں' جس کی نیکی نہیں اس کے پاس اجر نہیں۔ جو شخص نرمی نہیں کرتا وہ مفلس ہے۔ جس کے پاس اخلاق نہیں وہ بے نصیب ہے۔ (ص ۲۴۷/ ۱)

۸۔ سورۃ برأت پڑھو اور پڑھایا کرو' اور اپنی عورتوں کو سورۂ نور پڑھاؤ۔ (ص ۲۰۸/ ۱)

۹۔ میرے نزدیک اس جیسا بد نصیب کوئی نہیں جو نکاح کے ذریعہ فضل خداوندی کا طالب نہ ہو اللہ نے فرمایا سورۂ نور میں (یعنی نکاح کرنے والے فقیر ہوگئے تو اللہ اپنے فضل سے ان کو غنی کردے گا۔) (ص ۲۴۷/ ۱)

۱۰۔ اکڑ کر اور اترا کر چلنا بجز جہاد کے جائز نہیں۔ (ص ۲۵۱/ ۱)

۱۱۔ عورتوں کو لباس فاخرہ نہ پہناؤ کیونکہ اس سے انہیں باہر نکلنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ (ص ۲۰۲/ ۲۔ ص ۲۵۱/ ۱)

۱۲۔ لڑکیوں کا نکاح بد شکل اور حقیر مردوں سے نہ کرو جبراً اس لئے کہ وہ بھی وہی چاہتی ہے جو تم چاہتے ہو۔

۱۳۔ باکرہ عورتوں سے شادی کیا کرو ان کا جسم صاف' حمل جلد قبول کرتی اور تھوڑی پر قناعت کرتی ہیں۔ (ایضاً)

۱۴۔ جو ساری عمر عبادت کرے لیکن دل میں اولیاء اللہ کی دوستی اور دشمنان خدا کی دشمنی نہ ہو اس کو عبادت نفع نہ دے گی۔ (ازالہ ص ۳۵۶/ ۲)

۱۵۔ اہل عرب تم تمام دنیا سے کم تر اور ذلیل تھے اللہ نے تمہیں اسلام کے ذریعہ عزت و سربلندی عطا کی لہٰذا جب تم کبھی اصول اسلام سے ہٹ کر عزت کے حصول کی کوشش کرو گے تو اللہ تمہیں ذلیل کرے گا۔ (حیاۃ الصحابہؓ ص ۲۸۷/ ۳)

۱۶۔ جب کوئی امر پیش آئے تو کتاب اللہ سے فیصلہ کرو پھر حدیث سے پھر اجماع سے اس کے بعد اپنی رائے سے۔ (لابن عبدالبر فی العلم ص ۵۶/ ۲)

بقیہ: لمحۂ فکریہ

مثبت کردار ادا کریں۔ جمعہ کی تعطیل صدارتی حکم سے فی الفور بحال کی جائے۔

علاوہ ازیں جس طرح آپ نے وزارت عظمٰی کا عہدہ سنبھالتے ہی ملکی مالیات کو مستحکم کرنے کے لئے یہ بیان جاری فرمایا تھا کہ سابقہ حکومت نے تمام قومی خزانہ خالی کر دیا ہے۔ اور ملک کو قرضے کی زنجیروں میں جکڑ دیا ہے اور نعرہ بلند کیا تھا کہ قرض اتارو اور ملک سنوارو" اسی طرح یہ نعرہ بھی لگائیں کہ "مرزائی مکاؤ اور ملک بچاؤ" کیونکہ یہ صرف حکومت کی ذمہ داری ہے تاکہ ملک کو ہر قسم کی غنڈہ گردی' تخریب کاری اور اسلامی نظام کے اجراء میں حائل ہر قسم کی رکاوٹ سے پاک و صاف ہو جائے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی اعانت کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ تمام مسلمانوں کو متحد و متفق فرمائے۔ ایمان و ہدایت نصیب فرمائے۔ موحد بنائے۔ رسول آخرین ﷺ کی صحیح اتباع اور صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پاکستان کو مستحکم اور اسلامی و فلاحی مملکت بنائے۔

آمین یا الہ العالمین

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین

سالانہ ختم نبوت کانفرنس حیدر آباد

حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کرنے والا مرتد زندیق ہے' حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

عقیدۂ ختم نبوت چودہ صدیوں کے مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے' شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا

قادیانیوں کے عقائد و عزائم ناقابل برداشت ہیں' قاری القرآن مولانا تنویر الحق تھانوی

حضور اکرم ﷺ کی توہین برداشت نہیں کر سکتے' حضرت علامہ احمد میاں حمادی

مسلمان اپنی تمام تر صلاحیتیں ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے صرف کر دیں' حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی

قادیانیوں کی بد معاشی اور غنڈہ گردی کسی صورت میں نہیں چلنے دیں گے' مولانا نذر عثمانی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد کی جانب سے ہر سال کی طرح امسال بھی ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے حیدر آباد کی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس عاملہ اور مجلس شوریٰ کے متعدد اجلاس ہوئے جس میں کانفرنس کے لئے مہمان علماء کرام کو دعوت اور اشتہارات وغیرہ کے امور کے لئے مولانا ڈاکٹر عبدالسلام قریشی' مولانا محمد نذر عثمانی' محمد اکرم قریشی پر مشتمل تین رکنی کمیٹی مقرر کی گئی۔ کانفرنس کے انتظامات میں مولانا عبدالسمیع کھو سو خطیب جامع مسجد خلفاء راشدین' حزب الانصار کے مولانا محمد افضل چشتی' مولانا ہوش محمد' حزب المجاہدین کے مولانا محمد راشد حنفی' سپاہ صحابہؓ کے قاضی محمد اسلام' مولانا سیف الاسلام' مولانا محمد سعید جدون' قاری مشتاق احمد فاروقی جمعیت علماء اسلام (ف) کے امیر مولانا تاج محمد نے بھرپور ساتھ دیا' جبکہ استقبالیہ اور جلسہ گاہ کا مکمل انتظام مفتی محمد حنیف حنفی اور ان کے رفقاء نے سنبھالا ہوا تھا قائدین کو اسٹیج پر لانے اور اسٹیج کی نگرانی کے انتظامات شبان ختم نبوت خلد و توم کے ساتھیوں کے ذمہ تھا اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مجلس تحفظ ختم نبوت خلیجیوں کے پرجوش مبلغ مولانا محمد علی صدیقی اور مفتی محمد حنیف حنفی خطیب ستار شاہ مسجد نے مشترکہ طور پر انجام دیئے ختم نبوت کانفرنس کی ابتداء جامعہ ریاض العلوم لیاقت کالونی کے قاری عبدالغفار صاحب کی تلاوت کلام پاک سے ہوئی شمع ختم نبوت کے پروانے جناب حافظ محمد طاہر آف ڈگری نے نعت رسول مقبول ﷺ پیش کی' پہلے مقرر شبان ختم نبوت خلد و توم کے رہنما مولانا محمد طاہر مکی تھے انہوں نے مسئلہ ختم نبوت پر نہایت جوش اور جذبہ کے ساتھ خطاب فرمایا (شبان ختم نبوت خلد و توم کے جماعتی احباب ایک بس بھر کر جلسہ میں بھرپور انداز میں شریک ہوئے جو کہ قابل تحسین ہے) حیدر آباد کے مقامی علماء کرام مولانا تاج محمد' مولانا سیف الاسلام' مولانا ڈاکٹر سیف الرحمن آرائیں' مولانا عبدالمتین قریشی اور دیگر نے ختم نبوت کے مسئلہ پر روشنی ڈالی مجلس ختم نبوت خلد و توم کے نوجوان مبلغ مولانا محمد راشد مدنی نے نہایت مدلل انداز میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت بیان کی اور قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا پردہ چاک کیا انہوں نے کہا کہ ہم تحفظ ناموس رسالت اور تردید مرزائیت کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دی ہیں اور دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اس مشن سے نہیں ہٹا سکتی' نائب امیر مرکزیہ حکیم العصر ولی کامل حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم اسٹیج پر تشریف لائے تو حاضرین جلسہ نے کھڑے ہو کر استقبال کیا حضرت لدھیانوی صاحب کے خطاب سے قبل خطیب اسلام حضرت مولانا تنویر تھانوی صاحب نے خطاب فرمایا آپ نے اپنے خطاب میں کہا کہ قادیانیوں کے کفریہ عقائد و نظریات ناقابل برداشت ہیں یہ دنیا کا بدترین ٹولہ ہے جو کفریہ عقائد کو اسلام کے طور پر پیش کر رہا ہے' مجلس تحفظ ختم نبوت کا کردار تردید مرزائیت کے اہم مشن میں قابل تحسین ہے جو دنیا کے کونے کونے میں قادیانیوں کی گمراہ کن سازشوں کو بے نقاب کر کے مسلمانوں کے ایمان کا تحفظ کر رہے ہیں انہوں نے کہا کہ قادیانیت دنیا کا بدترین کفر ہے جس کو معاف نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم کے خطاب سننے کے لئے شہر حیدر آباد کے علماء کرام' تاجر' وکلاء اور طلباء نے بڑی تعداد میں شرکت کی حضرت لدھیانوی صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا اسلام دین فطرت ہے اور رسالت مآب ﷺ تمام جہانوں کے لئے رحمت اور تمام انسانوں کے لئے نبی و رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں جو شخص کسی بھی طریقے سے آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کرتا ہے وہ نہ صرف کافر بلکہ مرتد اور زندیق ہے۔ حکومت قادیانیوں کی کھلی غنڈہ گردی کا نوٹس لے جو کوٹ میں مسجد اور قرآن پاک کو شہید کیا ہے مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مرکزی مبلغ مولانا نذیر احمد تونسوی باوجود علالت کے کانفرنس میں شریک ہوئے آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا مسلمان اپنی تمام تر صلاحیتیں ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ کے لئے صرف کریں اس لئے کہ مسلمانوں کی نجات اسی میں ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت ہوش کے ناخن لے اور قادیانی ٹولہ کو توڑنے کے جائے ان کی گمراہ کن سازشوں کا نوٹس لے' مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی نے اپنے خطاب میں فرمایا قادیانیت کے غنڈہ گردی اور بد معاشی کسی صورت میں نہیں چلنے دیں گے یہ کتنا بڑا ظلم ہے اسلامی ملک میں مساجد کو شہید کر دیا جائے قرآن پاک کی توہین کی جائے اور یہ کہ جرم کرنے والوں کو انسانی حقوق والے تحفظ دیں' انہوں نے کہا کہ کروڑوں مسلمانوں کے مقدس مقامات اور مذہبی جذبات مجروح کرنے والوں کو سرپرستی کی جاتی ہے' مولانا عثمانی نے حکومت سے مطالبہ کیا مسجد کو شہید اور قرآن پاک کی بے حرمتی کرنے والوں کو سر عام پھانسی دی جائے مجلس تحفظ ختم نبوت سندھ کے صوبائی کنوینر اور بزرگ رہنما حضرت علامہ احمد میاں حمادی صاحب نے قادیانیوں کے عقائد و عزائم پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ دنیا میں جتنے کفریہ عقائد رکھنے والے موجود ہیں' قادیانیت ان تمام سے بدترین کفر اور فتنہ ہے تاریخ اسلام اس بات کو واضح کرتی ہے کہ یہود' نصاریٰ' مجوسی اور دیگر تمام کے کفر اسلامی حکومت میں قابل برداشت تھے لیکن جب بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا اس کو اہل اسلام نے معاف نہیں کیا اور قتل کر دیا گیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مدعی نبوت کو زمین پر رہنے کا کوئی حق نہیں۔ مولانا حمادی نے فرمایا قادیانی حضور اکرم ﷺ کی توہین کرنے کی ناپاک جسارت کر رہے ہیں اور مسلمان کسی صورت میں حضور ﷺ کی توہین برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ مولانا محمد علی صدیقی نے نہایت بہترین انداز میں اسٹیج سیکرٹری کے فرائض سر انجام دیئے۔ آخری خطاب شاہین ختم نبوت فاتح ربوہ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کا تھا آپ نے فرمایا مسئلہ ختم نبوت کو خالق کائنات نے قرآن پاک میں سو مرتبہ رسالت مآب ﷺ نے احادیث میں دو سو مرتبہ ارشاد فرمایا صحابہ کرامؓ تابعین ائمہ مجتہدین خلفاء اسلام اور چودہ صدیوں کے مسلمانوں کا ختم نبوت پر اجماع ہے حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا مسیلمہ کذاب اسود عنسی ہو یا قادیان کا مرزا غلام احمد قادیانی ہو تمام کے تمام میرے آقا محمد کریم ﷺ کے حکم کے مطابق دجال کذاب اور واجب القتل ہیں۔ مولانا اللہ وسایا نے حاضرین سے وعدہ لیا وہ ختم نبوت کے اس مشن پر کاربند ہیں اور قادیانیوں کے گمراہ کن عقائد و عزائم کو خاک میں ملا دیں' اس روح پرور کانفرنس کا اختتام مولانا اللہ وسایا صاحب کی دعا پر ہوا۔ کانفرنس کے انتظامات میں امیر مجلس حیدر آباد مولانا ڈاکٹر عبدالسلام قریشی کی کوششیں قابل تحسین ہیں انہوں نے اپنا سارا وقت اور مصروفیات اس کانفرنس کی کامیابی کے لئے وقف کر دیں' آنے والے معزز مہمانوں کے طعام کا انتظام جماعت حیدر آباد کے خازن محمد اکرم قریشی نے کیا قیام کا انتظام حاجی محمد ظفر کے سپرد تھا حضرت لدھیانوی صاحب نے رات کو قیام بھی یہیں فرمایا اور صبح بعد نماز فجر ستار شاہ مسجد میں درس قرآن دیا حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب' مولانا محمد علی صدیقی صاحب صبح ناشتہ کے بعد کراچی کے لئے عازم سفر ہوئے۔ مولانا اللہ وسایا صاحب نے مدینہ مسجد میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جبکہ حضرت مولانا احمد میاں حمادی' مولانا محمد نذر عثمانی نے گھوٹکی کا سفر کیا جمعہ قاری مسجد میں پڑھا اور رات کو ہونے والی ختم نبوت کانفرنس دہلی میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے دہلی کی ختم نبوت کانفرنس بھی ماشاء اللہ کامیاب رہی۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے سعی کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ (آمین)

یہ بیمہ ضرور کرائیں

برادران اسلام! اس ایٹمی اور مشینی دور میں اچانک مالی اور جانی حادثات اکثر پیش آتے رہتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں کئی ایسے ادارے قائم کیے گئے ہیں۔ جنھیں بیمہ (انشورنس) کمپنیاں کہتے ہیں۔ یہ کمپنیاں بعض شرائط پر انسانی جان و مال کو حادثہ پیش آنے کی صورت میں تلافی نقصان کے لئے ایک معاہدہ کرتی ہیں کہ ماہوار اتنی رقم کی قسط ادا کرتے رہو۔ تو تمہارے جان و مال کو کوئی حادثہ پیش آجانے پر تمہیں اتنا معاوضہ ملے گا۔ مگر آیئے! آپ کو ایک ایسے عالمی ادارے سے متعارف کرایا جاتا ہے جو آپ کی جان و مال بلکہ ایمان کا بھی بیمہ (تحفظ) نہایت ہی آسان شرائط پر کرتا ہے کہ آپ کو وہ حادثات سرے سے پیش ہی نہ آئیں (جب کہ مذکورہ بالا کوئی بھی ادارہ ایسا تحفظ فراہم نہیں کر سکتا)

توجہ فرمایئے! اور آج ہی اس ادارہ کی اس پیشکش پر لبیک کہئے وہ عالمی ادارہ احکم الحاکمین' خالق دو جہاں نے تمام کائنات کے لئے حرمین طیبین (مکہ و مدینہ) میں قائم فرمایا اور اس کا سربراہ خاتم الانبیأ محمد ﷺ کو مقرر فرمایا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اعلان فرمایا! کہ جو شخص ہر صبح و شام تین تین مرتبہ یہ کلمات پڑھ لے تو اسے کوئی چیز بھی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ کلمات یہ ہیں:

بسم اللہ الذی لایضر مع اسمہ شیئی فی الارض ولا فی السمأ وھو السمیع العلیم

ترجمہ: "اس اللہ! کے نام سے کہ جس کے نام ہی کے ساتھ زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔"

ابوداؤدؒ کی روایت میں یہ وضاحت ہے کہ جو شخص اسے شام کو پڑھے گا اسے صبح تک کوئی حادثہ پیش نہ آئے گا اور جو صبح کو پڑھ لے گا اس کو شام تک کوئی حادثہ پیش نہ آئے گا۔ (مشکوۃ شریف)

نوٹ! مندرجہ بالا وعا پڑھنے والا شخص اچانک حادثہ مثلاً فالج' ہارٹ اٹیک' ایکسیڈنٹ' سانپ' بچھو کا ڈسنا' بجلی کا کرنٹ وغیرہ اور جمیع آفات سے بلطفہ تعالیٰ محفوظ رہے گا۔

حدیث نمبر ۲: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص کو کوئی تکلیف ہو یا اس کے کسی بھائی کو تکلیف ہو وہ اگر مندرجہ ذیل کلمات پڑھ لے تو اسے شفا ہو جائے گی' کلمات یہ ہیں:

ربنا اللہ الذی تقدس اسمک امرک فی السماء والارض کما رحمتک فی السماء فاجعل رحمتک فی الارض اغفر حوبنا و خطایانا انت رب الطیبین انزل رحمۃ من رحمتک' و شفاء من شفائک علی ھذا الوجع

(رواہ ابوداؤد بحوالہ مشکوۃ ص ۱۳۵'۱۳۶)

ترجمہ: "اے ہمارے رب اے اللہ! پاک ہے نام تیرا' آسمان و زمین میں تیرا ہی حکم چلتا ہے' جیسے تیری رحمت آسمان پر ہے ایسے ہی تیری رحمت زمین پر بھی ہو۔ ہمارے گناہ اور خطائیں معاف فرما دے تو پاک لوگوں کا رب ہے' اپنے رحمت کے خزانہ سے خاص رحمت نازل فرما اور اس تکلیف پر اپنے خزانہ شفا سے خاص شفا نازل فرما۔"

حدیث نمبر ۳: حضرت طلقؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابوالدرداءؓ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ کا مکان جل گیا' فرمایا نہیں جلا۔ پھر دوسرے شخص نے یہی اطلاع دی تو فرمایا نہیں جلا۔ پھر تیسرے آدمی نے یہی اطلاع دی' فرمایا نہیں جلا۔ پھر ایک اور شخص نے آکر کہا! اے ابوالدرداءؓ رضی اللہ عنہ آگ کے شرارے بہت بلند ہوئے' مگر جب آپ کے مکان تک آگ پہنچی تو بجھ گئی۔ فرمایا کہ مجھے معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا (کہ میرا مکان جل جائے) کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص صبح کے وقت یہ کلمات پڑھ لے شام تک اس کو کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی۔ (میں نے صبح یہ کلمات پڑھے تھے اس لئے مجھے یقین تھا کہ میرا مکان نہیں جل سکتا) وہ کلمات یہ ہیں:

اللھم انت ربی لا الہ الا انت علیک توکلت وانت رب العرش الکریم ماشأ اللہ کان وما لم یشأ لم یکن ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اعلم ان اللہ علی کل شیئی قدیر وان اللہ قد احاط بکل شیئی علما اللھم انی اعوذبک من شر نفسی ومن شر کل دابۃ انت اخذبنا صیتھا ان ربی علی صراط مستقیم (حیاۃ الصحابۃؓ)

از: مولانا عبداللطیف مسعود' جامع مسجد ظفر یال ڈسکہ

REGD. NO. SS-160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

لا نبی بعدی

بمقام مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی صدیق آباد (ربوہ)

کورس ردِّ عیسائیت

30 تا 18 نومبر دسمبر 98ء

۱۰ تا ۲۸ شعبان المعظم

سالانہ ردِّ قادیانیت و عیسائیت

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

حضرت مولانا محمد امین صفدر

حضرت مولانا بشیر احمد

حضرت مولانا اللہ وسایا

حضرت مولانا زاہد الراشدی

حضرت مولانا عبداللطیف مسعود

طاہر رزاق

اشتیاق

خدا بخش

محمد اسماعیل

طارق محمود

جمال اللہ

حفیظ الرحمٰن

محمد متین خالد

محمد اکرم طوفانی

درخواستیں

(حضرت مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرکزی دفتر پاکستان حضوری باغ روڈ ملتان